ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

از تصنیف لطیف جناب مولوی ابو الخیر سید محمد انور حسین صاحب
مہولوی مونگیری پروفیسر عربی فارسی ڈائمنڈ جوبلی کالج مونگیر

انوار ایمانی

برائے کشف حقیقت

القائے قادیانی

حسب فرمایش جناب مولوی ابراہیم حسین صاحب رئیس ٹیڑھی گھاٹ پٹنہ

باہتمام خاکسار محمد فرید منیجر مطبع ہذا

در مطبع اکبری لودی کٹرہ پٹنہ

انوار ایمانی

برائے کشف حقیقت

القائے قادیانی

اس مختصر رسالہ مین مولوی عبدالماجد صاحب پورینوی بھاگلپوری کے
رسالہ القائے ربانی کی حقیقت کھولیگئی ہے۔ اور مولوی صاحب کی دیانتداری
راست گفتاری کا نمونہ دکھایا گیا ہی اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مولوی صاحب باوجود
ناخونتک کا زور لگانیکے فیصلہ آسمانی کی اصل باتون کے جواب مین
ناکام ہی رہے ہے۔ اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ مولوی صاحب کی لغو تاویلونکے
مان لینے پر بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کاذب ہی ثابت ہوتے ہین۔

مصنفہ
جناب مولانا مولوی ابوالخیر سید محمد انور حسین صاحب مولوی مونگیری
پروفیسر عربی و فارسی ڈھینڈ جوبلی کالج مونگیر

ضروری اطلاع

فیصلہ آسمانی در باب مسیح قادیانی مولفہ علامہ ابو احمد رحمانی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ کے شائع ہونے سے مسلمانون کو بہت بڑا فائدہ پہونچا۔ بہت سے مسلمان جو مرزائی دام مین پھنس گئے تھے اس رسالہ کے دیکھنے سے ہدایت یاب ہوئے اور ہو رہے ہین چنانچہ حال ہی مین ایک طالب العلم انجمن حمایت اسلام مونگیر کا بسوم بعید الفطر عالم خواب مین ایک بزرگ کی ہدایت سے سلسلہ مرزائیہ سے تائب ہوا۔ اوس کے خواب کا عجیب و غریب واقعہ ہے۔ جو بوجہ طوالت مضمون کے اوس کے لکھنے کا یہان پر موقع نہین۔ اور انشاء اللہ بہت جلد وہ علیحدہ چھپکر ناظرین کے ملاحظہ مین آئیگا۔ ایسا ہی چندروز ہوئے کہ المشیر مراد آباد مین بھی یہ خبر شائع ہوئی کہ ضلع گیا کے پانچ اشخاص اس رسالہ کے فیض سے راہ راست پر آ گئے۔ مرزائی جماعت اس رسالہ کے اثر کو ملک مین پھیلتے ہوئے دیکھ کر چیخ اٹھی اور نہایت ہی غیظ و غضب مین آکر سب و شتم سے بھرے ہوئے رسالے اس کے جواب مین شائع کرنے لگی۔ اسوقت تک مرزائی مشن سے تین رسالے اسکے جواب مین نکل چکے ہین۔ نصرت یزدانی۔ برق آسمانی۔ القاء ربانی۔

نصرت یزدانی کا جواب تائید ربانی چھپکر شائع ہو چکا ہے۔ برق آسمانیکا جواب۔ شہاب ثاقب بر خاطف الملقب بہ صواعق ربانی بر مولف

برق آسمانی کاذب تیار ہے انشاء اللہ تعالے عنقریب چھپکر شائع ہو گا۔ القاء ربانی کا مدلل مفصل جواب تو لکھا جا رہا ہے سر دست ایک مختصر جواب جس سے القاء ربانی کی حقیقت منکشف ہوجاتی ہے پیش کیا جاتا ہے۔ ناظرین ذرا انصاف کی نگاہ سے دیکھین اور سوچین کہ دیوبندی مولوی صاحب نے ایمانداری دیانتداری تقوے شعاری راست گفتاری کا کہان تک خون کیا ہے اور باوجود اسکے اصل باتون کے جواب مین ناکام کے ناکام ہی رہے ہے۔

تعجب بالائے تعجب یہ ہی کہ تین رسالے تو شائع کر دئے مگر کسی مین انعامی اشتہار کے شرایط کی پابندی نہین کی گئی۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا رسائل کے مولفون کو خود بھی اپنے اپنے رسالہ پر بھروسہ نہین ہے ورنہ شرایط محض آسان ہین پابندی نہین کرنے کی کوئی معقول وجہ نہین ہے۔ اور اگر کسی رسالہ کی نسبت یہ خیال ہی کہ شرایط کے مطابق لکھا گیا ہے۔ تو اس رسالہ پر خلیفہ جی نورالدین سے تصدیق لکھا کر ریمارک لکھانیکے لئے علامہ ممدوح کے پاس بھیجدین اور پھر بہ تجویز فریقین ثالث مقرر کر کے فیصلہ کرالین ف

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلے ونسلم علی رسولہ الکریم
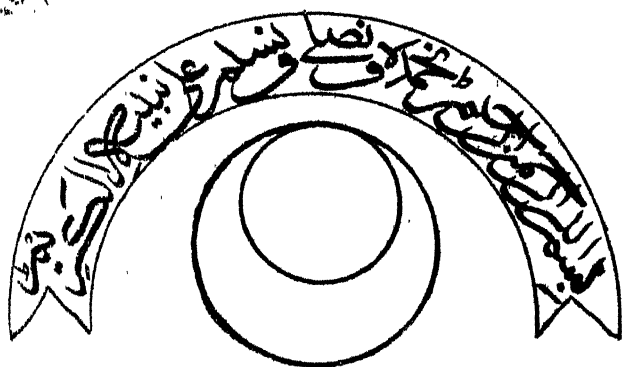
آن دنون ایک رسالہ مولوی عبد الماجد صاحب پورینوی بھاگلپوری کا
شائع ہوا ہے جسکا نام **القاء ربانی** بہ تردید فیصلہ ابواحمد رحمانی ہے
اہل علم تو اس کے مضامین کی صحت یا غلطی کی کیفیت اس کے نام ہی
سے سمجھ سکتے ہین - ہان سیدھے سادے مسلمانون کے اشتباہ اور فتنے مین
پڑنیکا احتمال ہے - اِسلئے بحکم الدین النصیحۃ عام مسلمانون کی
بہیخواہی اور ان کو اس فتنہ سے بچانے کی غرض سے اس رسالہ کی
حقیقت ظاہر کردینی ضروری اور بہت ضروری ہے - پوری حقیقت تو
اُسوقت ظاہر ہوگی جب اسکا مفصل اور مدلل جواب شائع ہوگا -
سردست بطور مشتے نمونہ از خروارے کچھ بیان کئے دیتا ہون
ناظرین بہ نظر انصاف ملاحظہ فرمائے -
یہ نہایت ہی حیرت انگیز بات ہے کہ مرزا صاحب قادیانی متوفی کی
یہ عادت رہی اور اون کے متبعین کی بھی یہی عادت ہے کہ اپنے
فریق سے جب دلیل کا مطالبہ کرتے ہین تو یہ کہتے ہین کہ آیت قطعی

الدلالتہ یا مرفوع متصل صحیح حدیث پیش کرو۔ اور جب فریق کا جواب
دیتے ہین یا اپنا کوئی دعوے ثابت کرتے ہین تو بحکم الغریق
یتشبث بکل حشیش یعنی ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ کہین کوئی
ذوی الوجوہ آیت یا ناقابل احتجاج حدیث پیش کر دیتے ہین اور کہین
کسی بزرگ کا قول دکھا دیتے ہین اگرچہ بلا دلیل ہی ہو۔ بھاگلپوری
مولوی صاحب نے اس سالہ مین ایسا ہی کیا ہے۔ اب یہ بات قابل
سوال ہے کہ جس قسم کے احادیث اور مفسرین یا دیگر بزرگون کے اقوال
سے اس رسالہ مین استدلال کیا گیا ہے۔ ان کے فریق کو بھی اس
قسم کے احادیث اور اقوال سے استدلال کرنیکا حق ہے یا نہین۔
اگر ہے تو صاف لفظون مین اقرار کرین اور اگر نہین ہے تو کیون
اس کی کوئی معقول وجہ بتائین۔ مولوی صاحب نے اپنے رسالہ مین جا بجا
حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے اقوال پیش کئے ہین۔ اس
لئے مین بھی مجدد صاحب کے اقوال پیش کرونگا۔

بھاگلپوری مولوی صاحب نے اس رسالہ مین علامہ مولف فیصلہ آسمانی
پر کوتاہ نظری۔ دروغگوئی عبارت منقولہ کے آگے پیچھے کی عبارتون
کے حذف کر دینے وغیرہ کا الزام لگانا چاہا ہے۔ اور اس مین ایڑی
چوٹی کا زور لگایا ہے۔ مگر نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے
کہ جن جن باتون کا الزام لگانا چاہتے ہین۔ اپنے رسالہ مین خود ہی
ان باتون کے مرتکب بھی ہوئے ہین اور ایسی ایسی بددیانتیان کی

ہین کہ ایک معمولی مسلمان بھی نہین کرسکتا - چہ جائیکہ ایسا شخص کسے جو مدعی علم ہو اور مسیح موعود کا صحابی یا تابعی بھی ہو- تصریحات ذیل ملاحظہ ہون-

پہلی بددیانتی مولوی صاحب اپنے رسالہ کے صفحہ ۳ مین علمائے اسلام اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی متوفی کی مخالفت کی حقیقت کے تہ تک پہونچے اور اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے کہ علمائے اسلام اصلی مسیح اور اصلی مہدی علیہما السلام کو بھی نہین مانینگے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مکتوبات سے دو عبارتین نقل کرتے ہین اور خود ہی ترجمہ بھی کرتے ہین پہلی عبارت یہ ہے -

نزدیک است کہ علمائے ظواہر مجتہدات او را علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند صـ ۱۰۷ مکتوب ۵۵ جلد ثانی

ترجمہ نزدیک ہے کہ علمائے ظواہر حضرت عیسی کی اجتہادی مسائل کو بوجہ باریک اور دقیق ماخذ ہونیکے انکار کرین گے اور مخالف کتاب و سنت کہین گے -

مکتوبات مین عبارت منقولہ سے ایک سطر پہلے یہ عبارت ہے

و حضرت عیسی علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام بعد از نزول کہ متابعت این شریعت خواہد نمود و اتباع سنت آن سرور علیہ و علی الہ الصلوۃ والسلام خواہد کرد لنسخ این شریعت مجوز نیست

ترجمہ:۔ اور حضرت عیسیٰ نزول کے بعد اس شریعت کی پیروی کرین گے اور آنحضرت صلعم کی سنت پر عمل کرین گے (اسوجہ سے) کہ اس شریعت کا نسخ جایز نہین ہے۔

یہ مضمون جس مین مجتہدات ادرا کی ضمیر کا مرجع (حضرت عیسیٰ کا نام) بتصریح موجود ہے کیون حذف کر دیا گیا؟ اگر یہ عبارت نقل کر دیجاتی تو کیا حقیقت کی تہ تک پہنچنے مین سہولت نہوتی۔ معمولی سمجھ کا آدمی بھی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ جو عبارت رسالہ مین نقل کی گئی ہے۔ اس کے صحیح مطلب سمجھنے کیلئے اس عبارت کا نقل کرنا ضروری تھا مگر مولوی صاحب نے اپنی کمال دیانتداری ثابت کرنے کیلئے اس عبارت کو حذف کر دیا۔ غالباً یہ خوف دامنگیر ہوا ہوگا کہ یہ عبارت تو مرزا صاحب متوفی کی مسیحیت کی بنیادی پتھر کے اوکھاڑ دینے کیلئے کافی ہے۔ اسلئے کہ اسمین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر ہے۔ اگر یہ عبارت نقل کر دیجائیگی تو عوام پر مرزا صاحب کی مسیحیت کی حقیقت کھل جائیگی۔ معلوم نہین کہ یہ قطع و برید خلیفہ جی کے حکم سے کی گئی ہے یا خود رائی ہے۔ واضح رہے کہ حضرت مجدد صاحب کے کلام مین نزول عیسیٰ ع سے حضرت عیسیٰ کا آسمان سے اترنا مراد ہے۔ جیسا کہ آپ نے ایک دوسرے مکتوب مین تصریح فرما دی ہے۔

وحضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از آسمان نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد

نمود علیہ وعلیہم الصلوۃ والتسلیمات" مکتوب ۱۷ ص ۴۷ جلد ثالث

ترجمہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نزول فرمائینگے تو حضرت خاتم الرسل کے شریعت کی پیروی کرینگے۔

ہان علمائے ظواہر سے وہی علما کیونکر سمجھے گئے جو مرزا صاحب متوفی کے مخالف ہین۔ کیا وہ علما جو اون کے موافق ہین علمائے باطنیہ ہین؟ بلکہ قرین قیاس بات تو یہ ہے کہ وہی علما حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرین گے جو ممات مسیح کے قائل ہو کر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مسیح موعود مانتے ہین۔ کیونکہ اون کے اعتقاد مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا محال ہے۔ اور وہ علما جو حیات مسیح کے قائل ہین وہ احادیث کے مطابق حضرت عیسیٰ کا نزول دیکھکر فوراً مان لین گے کیونکہ وہ لوگ تو اونکا انتظار ہی کر رہے ہین۔

دوسری بددیانتی مولوی صاحب نے دوسری عبارت جو مکتوبات سے نقل کی ہے یہ ہے۔

ہم منقول ست کہ حضرت مہدی در زمان سلطنت خود چون ترویج دین نماید و احیائے سنت فرماید عالم مدینہ کہ عادت بعمل بدعت گرفتہ بود آنرا حسن پنداشتہ ملحق بدین ساختہ از تعجب گوید کہ این مرد رفع دین ما نمودہ و اہانت ملت ما فرمودہ ص ۲۷۰ مکتوب ۲۵۵ جلد اول۔

ترجمہ یہ بھی منقول ہے کہ حضرت مہدی اپنے زمانہ سلطنت مین جب دین کی ترویج کرین گے اور احیائے سنت فرماوینگے مدینہ کا ایک عالم کہ بدعت کا عامل ہوگا اور اسکو حسن سمجھ کر دین مین ملحق کئے ہوگا تعجب سے

گنہگار شخص یعنی امام مہدی ہمارے دین اسلام کو خراب کرتا ہے
اور ہمارے مذہب کو برباد کرتا ہے ۔

اس عبارت کے بعد ایک جملہ یہ بھی ہے

حضرت مہدی امر بکشتن آن عالم فرماید (حضرت مہدی اس عالم کو مار ڈالنے کا حکم فرمائینگے)

مگر مولوی صاحب نے اس جملہ سے مرزا صاحب کی مہدویت کو کشتہ ہوتے ہوئے دیکھکر اسکو نقل نہیں کیا - کیا یہ جملہ حقیقت کے تہ تک پہونچانے میں مدد نہیں کرسکتا تھا - یہ کیسی ایمانداری ہے ؟ کہ حقیقت کی تہ تک پہونچانے کے لئے جو عبارتیں نقل کی ہیں ان میں سے کسی کا ماسبق اور کسی کا مابعد حذف کردیا جائے بہرکیف میں بھی مولوی صاحب کی اس تجویز کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا دونوں عبارتیں حقیقت کے تہ تک پہنچنے میں بہت کچھ مدد کرسکتی ہیں خاصکر دوسری عبارت جس سے یہ باتیں ثابت ہوتی ہیں ۔

(۱) حضرت امام مہدی صاحب سلطنت ہونگے ۔

(۲) مدینہ کا ایک عالم آپ کو مخرب دین کہے گا ۔

(۳) حضرت امام مہدی اس عالم کے قتل کا حکم دینگے - اگر نظری حجاب مانع نہو تو آفتاب نیمروز کی طرح مرزا صاحب متوفی کی مہدویت کی حقیقت منکشف ہوجاتی ہے کیا مولوی صاحب یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ مرزا صاحب کو سلطنت ملی ؟ اور انہوں نے ایک بدعتی عالم کی قتل کا حکم دیا - جسنے ان کو مخرب دین کہا تھا ؟ اور اگر نہیں ثابت کرسکتے

ہین اور ہرگز ہرگز نہین ثابت کر سکتے۔ تو اون کو اس بات کی ماننے
مین کیا عذر ہے؟ کہ ان ہی کے پیش کردہ حوالے کی رو سے مرزا صاحب
کی مہدویت ہوا ہو گئی۔ ولنعم ما قیل ؎

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے — جادو وہ کہ سر پہ چڑھ کے بولے

تیسری بددیانتی مولوی صاحب اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۴۸ مین علامہ
مولف فیصلہ آسمانی پر۔ "حدیث ارجعی ارجعی قطعت ویلی
کی نسبت یہ الزام دیتے ہین کہ" پوری حدیث اور سند نقل نہین کی
جس سے معنی پر روشنی ڈال جاتی اور راوی کی تنقیح کیجاتی۔ مگر خود بھی
صفحہ ۵۵ مین ایک حدیث عمدۃ القاری سے اور ایک جمع الجوامع سے
نقل کی ہے اور کسیکی سند بیان نہین کی جس سے راویون کی تنقیح
کیجاتی۔ اور صفحہ ۵۸ مین حضرت مجدد صاحب کے مکتوبات کی جلد اول
صفحہ ۲۲۲-۲۲۳ سے ایک طویل عبارت نقل کی ہے جسمین ایک حدیث
بھی ہے اس حدیث کی سند بیان کرنا تو درکنار خود مجدد صاحب نے
جو اس حدیث پر ایک سنگین اعتراض کر کے ایک ضعیف جواب دیا
ہے جس سے اس حدیث کا ناقابل احتجاج ہونا ثابت ہوتا ہے اسکو
بھی نقل نہین کیا۔ مجدد صاحب اس حدیث کی بارہ مین یہ لکھتے ہین۔

واین فقیر این نقل را نمی پسندد و تجویز خطا بر جبرئیل امین
نمی نماید کہ حامل وحی قطعی اوست۔ و تجویز خطا بر حامل وحی
نمودن مستقبح می داند مگر آنکہ گویم علیہ السلام عصمت وامانت وعدم

احتمال خطائے او مخصوص بوحی ست کہ تبلیغ است از قبل حق سبحانہ در این خبر از قسم وحی نیست بلکہ اخبار ست از علمے مستفاد از لوح محفوظ ست کہ محل محو و اثبات است پس خطاء در این خبر مجال پیدا شد بخلاف وحی کہ مجرد تبلیغ است۔ فافترقا کالفرق بین الشہادۃ والاخبار فان الاول معتبر فی الشرع لا الثانی مکتوب ۲۲ جلد اول صفحہ ۲۲۳

ترجمہ یہ فقیر اس نقل کو پسند نہیں کرتا ہے اور جبرئیل میں خطا تجویز نہیں کرتا ہے اسلئے کہ وہ قطعی کا حامل ہے۔ اور حامل وحی پر خطا تجویز کرنیکو برا جانتا ہے اسکا کوئی جواب نہیں ہو سکتا ہے) مگر یہ کہ میں کہوں کہ جبرئیل کی امانت اور انکا خطا سے محفوظ رہنا وحی کی ساتھ مخصوص ہے جو خدا کی طرف سے تبلیغ ہے۔ اس خبر میں (کوئی بات) وحی کی قسم سے نہیں ہے بلکہ ایک علم سے اخبار ہے اور لوح محفوظ سے مستفاد ہے۔ جو محو و اثبات کا محل ہے پس اس خبر میں خطا کا موقع نکل آیا بخلاف وحی کے جو کہ مجرد تبلیغ ہے۔ پس دونوں میں فرق ظاہر ہو گیا جیسا کہ گواہی اور اخبار میں فرق ہے۔ اس لئے کہ گواہی شریعت میں معتبر ہے اور اخبار نہیں۔

علاوہ اس کے نفس حدیث ہی میں بعض مضامین ایسے ہیں جنسے اس حدیث کی حقیقت ظاہر ہو رہی ہے مگر مولوی صاحب نے اس مضمون کو بھی نقل نہیں کیا مولوی صاحب نے اپنے رسالہ میں جو عبارت نقل کی ہے اسکے بعد ہی مکتوبات میں یہ عبارت ہے۔

زیر بستر او مار کلانی یافتند که مرده ودر درون آن مار آنقدر حلوا کوفتاند
که از بسیاری حلوا جان داده است -

ترجمہ اس کے بستر کے نیچے ایک مرا ہوا بڑا سانپ پایا لوگون نے اس سانپ
کے پیٹ مین اسقدر حلوا بھرا تھا کہ حلوا کی زیادتی کیوجہ سے وہ مر گیا -

اب مولوی صاحب فرمائین کہ یہ نظر کی کوتاہی ہے، یا دیدہ و دانستہ بے دینی
کیا اس قسم کی روایتون سے وہ سنت اللہ ثابت کر سکتے ہین - کیا اس روایت
کے مضامین حضرت موسی اور ستر ہزار فرشتے والی روایت سے کچھ کم
ہین ؟ خوف خدا دل مین رکھکر جواب دین اور بطریق محدثین اس روایت کی
صحت ثابت کرین ودونہ خرط القتاد -

چوتھی بددیانتی مولویصاحب اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۰۳ مین ہوالعلم
ممدوح پر یہ الزام لگاتے ہین کہ " خدا ئے قدوس کے اسمائے متبرکہ مین
ضِل کو شمار کرنا ابو احمد صاحب ہی کا اجتہاد ہے " پھر صفحہ ۱۰۴ مین
لکھتے ہین " کاش اسمائے الٰہی جو کتب متداولہ مثل جلالین شریف
و ترمذی شریف وغیرہ مین مذکور ہین اسیکو ابو احمد صاحب دیکھ لیتے
تو ایسی ٹھوکر نہ کھاتے " مین کہتا ہون کہ مولوی صاحب جلالین شریف
اور ترمذی شریف وغیرہ کا بغور مطالعہ کرین اور یہ بتائین کہ کیا ان
کتابون مین یہ لکھا ہے کہ اسمائے الٰہی ننانوے نامون مین منحصر ہین ؟
کاش مولویصاحب بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات دیکھ لیتے
تو اونکو معلوم ہو جاتا کہ اسمائے الٰہی ننانوے نام ہی مین منحصر نہین ہیتا

بلکہ اسمائے الٰہی کا شمار ایک ہزار تک پہونچتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اسکی پوری بحث جواب رسالہ مین کیجائیگی ۔ سردست مکتوبات مجدد الف ثانی رح سے ہم یہ دکھلادیتے ہین کہ مجدد صاحب نے بھی خدا کا ایک نام مضل بھی لکھا ہے ۔ عارفین کاملین کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہین ؎

چنانکہ اسلام را مستحسن میداند کفر را آنجا نیز حسن می یابد و ہر دو را مظاہر اسم الہادی و اسم المضل یافتہ از ہر دو خط میگرد د متلذذ میگردد مکتوب ۳۳ جلد سوم صفحہ ۶۴ ۔

ترجمہ جس طرح اسلام کو مستحسن جانتا ہے کفر کو بھی وہان حسن پاتا ہے اور دونون کو خدا کے (دو نامون) ہادی اور مضل کا مظہر پاکر حظ اور لذت لیتا ہے ۔

مولویصاحب فرمائین کہ یہ اونکی کوتاہ نظری ہے ۔ یا محض افترا پردازی افسوس ہو کہ مولویصاحب پر یہ مصرع پورا پورا صادق آرہا ہو ؎

مین الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا ۔

پانچوین بددیانتی مولوی صاحب اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۴ مین آیہ کریمہ لو تقول علینا بعض الاقاویل کے متعلق علامہ ممدوح کے اس بیان کے غلط کرنیکے لیے کہ "اس بعض کے لفظ نے جھوٹے متہم کو خارج کردیا" ۔ لکھتے ہین "اب آیت کا مطلب کسقدر صاف ہو گیا کہ قران مجید کو اقوال مفترات جانتے تھے ۔ اور اسی کے بارہ مین حضور پرنور پر تقول کا الزام لگاتے تھے" پھر آگے چلکر لکھتے ہین ۔ (بس

بعض الاقاویل سے بیشک ہذا القرآن مراد ہے) جب ہی تو آیت کی ابتدا تنزیل من رب العلمین سے ہوئی - افسوس ہو کہ مولوی صاحب علامہ ممدوح کے مخالفت مین ایسے گرے ہین کہ اپنے پیر و مرشد مرزا صاحب متوفی کے قول کو بھی بھلا دیتے ہین یا قصداً نظر انداز کر دیتے ہین - مرزا صاحب متوفی اپنے خط مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۹۳ء مین لکھتے ہین " خدا تعالیٰ تو اپنے نبی کو فرماتا ہے کہ اگر وہ ایک قول بھی اپنی طرف سے بناتا تو اسکی رگ جان قطع کیجاتی " آئینہ حق نما صفحہ ۱۵ اب مولوی صاحب یا تو مرزا صاحب کے نافہمی کو تسلیم کرین یا اپنی غلطی بلکہ تحریف کا اقرار کرین -

مولویصاحب کا یہ کہنا کہ " جب ہی تو آیت کی ابتدا تنزیل من رب العالمین سے ہوئی " صریح غلطی ہے یا محض بے علمی - تنزیل من رب العالمین سے آیت کی ابتدا نہ تو ترکیب لفاظ کے لحاظ سے ہو سکتی ہے اور نہ مضمون کے لحاظ سے - اسلئے کہ ترکیب الفاظ کے لحاظ سے تنزیل من رب العالمین انّ کی (جو انہ لقول رسول کریم مین مذکور ہے) چوتھی خبر ہے اگر ہو مبتدا محذوف مانین تو یہ خبر جملہ ہوگی ورنہ مفرد - اس آیت کو مابعد کی آیت کیساتھ ترکیب الفاظ کے لحاظ سے کوئی تعلق نہین ہے اور مضمون کی ابتدا " خلا اقسم بما تبصرون و ما لا تبصرون " سے ہوئی ہے - چونکہ انہ لقول رسول کریم سے یہ شبہ پیدا

ہو سکتا تھا کہ یہ کلام الٰہی نہین ہے اسلئے اس شبہ کے دور کرنیکے لئے صاف لفظ مین فرما دیا گیا - کہ تنزیل من رب العالمین یعنی قرآن پروردگار کے یہان سے نازل کیا گیا ہے - جیسا کہ تفسیر ابن کثیر اور تفسیر خازن اور تفسیر کبیر مین لکھا ہے تفسیر کبیر کی عبارت یہ ہے -

لما قال فیما تقدم انہ لقول رسول کریم اتبعہ بقولہ تنزیل من رب العالمین حتی یزول الاشکال

جلد ۸ صہ ۲۹۱

ترجمہ چونکہ پہلے نہ کہا گیا کہ انہ لقول رسول کریم یعنی یہ قرآن رسول کریم کا قول ہے اس سے یہ شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ یہ کلام الٰہی نہین ہے اسلئے) اسکے بعد یہ فرمایا کہ تنزیل من رب العالمین یعنی یہ قرآن خدا کے یہان سے نازل کیا گیا ہے تا کہ وہ شبہ زائل ہو جائے -

تفسیر کشاف صہ ۱۵۲۴ جلد ۲ اور تفسیر مدارک صہ ۳۰۴ مین اسطرح ہے -

(تنزیل) ھو تنزیل بیانا لانہ قول رسول نزل علیہ من رب العالمین -

ترجمہ وہ تنزیل ہے یہ بیان ہے اسبات کا کہ قرآن رسول کا قول اس معنی کر ہے کہ ان پر اُتارا گیا ہے پروردگار عالم کے یہان سے -

اب کوئی سلیم الذہن عربی دان یہ کہہ سکتا ہے - کہ آیت کی ابتدا تنزیل من رب العالمین سے ہوئی ہے ؟ ہر گز ہر گز نہین بلکہ ترکیب الفاظ اور مضمون دونون کی انتہا تنزیل من رب العالمین پر ہوئی

ہے اور ولو تقول علینا سے دوسرا مضمون شروع ہوا ہے جیسا کہ داؤ دستیناف سے ظاہر ہے۔

اور لطف تو یہ ہے کہ مولوی صاحب بعض الاقاویل سے ہذا القرآن مراد ہونے کو اس ابتدا کا سبب ٹھہراتے ہین ماشاء اللہ کیا تبحر علمی ہے اور کیا قرآن دانی ولنعم ما قیل ؎

گر تو قرآن بدین نمط خوانی ۔۔۔۔ ببری رونق مسلمانی

چھٹی بددیانتی مولویصاحب اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۲۳ و ۱۲۴ مین آیہ کریمہ ولو تقول علینا بعض الاقاویل کے متعلق لکھتے ہین "ناظرین! قرآن مجید کے الفاظ سیاق و سیاق سے تو آپ سمجھ چکے اب ہم آپ کو مفسرین کی بھی رائے بتاتے ہین کہ انہون نے بھی جلدی ہی ہلاک ہونا آیت سے سمجھا ہے تفسیر کشاف سے ہم آیندہ نقل کرینگے یہان تفسیر ابن کبیر نقل کرتے ہین۔

او قال شیئا من عندہ فنسبۃ الینا ولیس کذلک لو جعلناہ بالعقوبۃ جلد عاشر صفحہ ۔۔

ترجمہ یا کچھ اپنی طرف سے کہا اور اسکو میری طرف منسوب کیا اور حالانکہ ایسا نہین ہے ہم اس کے عذاب کرنے مین جلدی کرتے ہین۔

اور یہ سمجھنا ان کا بطریق اشارۃ النص ہے۔ کیونکہ آیت کے الفاظ سے تبعاً یہ بات سمجھی جاتی ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین مین کہتا ہون کہ لو جعلناہ بالعقوبۃ لاخذناہ بالیمین ثم لقطعنا منہ

منہ الوتین کا خلاصہ ہے جلد سزا دینا آیت سے تبعًا نہین بلکہ اصالتًہ سمجھا جاتا ہے اسلئے کہ یہ شرطیہ متصلہ لزومیہ ہے جسمین مقدم تالی کو مستلزم ہوتا ہے - آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہمارا رسول کچھ بھی افترا کرتا تو ہم فورًا اوسکو ہلاک کر دیتے - اور ظاہر کلام سے یہی مقصود ہے پس جلد ہلاک کیا جانا عبارۃ النص سے ثابت ہوا نہ کہ اشارۃ النص سے ورنہ مولویصاحب یہ ثابت کرین کہ یہان پر عبارۃ النص سے کیا ثابت ہوتا ہے ؟ اور یہ بھی ثابت کرین کہ یہ بات (جلد ہلاک ہونا) کن الفاظ سے تبعًا سمجھا جاتا ہے ہان یہ بھی بتائین کہ ہلاکت سے کیا مراد ہے ؟ اگر معمولی ہلاکت مراد ہے تو یہ معیار صداقت نہین ہو سکتی ہے اسلئے کہ معمولی ہلاکت تو سب ہی کیلئے ہے - اور اگر کسی خاص قسم کی ہلاکت مراد ہے - تو اسکی تصریح کرنی چاہیے -

مولوی صاحب نے الفاظ سیاق و سیاق کے متعلق کچھ بھی نہین لکھا - آیت لکھکر صرف اسکا ترجمہ کر دیا ہے - پھر یہ لکھنا انکا محض فریب نہین تو کیا ہے ؟ " ناظرین ! قرآن مجید کے الفاظ سیاق و سیاق سے تو آپ سمجھ چکے "

ساتوین بددیانتی

مولویصاحب اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۳۸ مین لکھتے ہین " کیونکہ کچھ افترا کا جب یہ حال ہے تو بہت افترا اور کل افترا کا کیا حال ہوگا - اور چونکہ لفظ سے یہ معنی تبعًا سمجھا جاتا ہے اسلئے کہہ سکتے ہین کہ یہ معنی بطریق اشارۃ النص ثابت ہے " مین کہتا ہون کہ اشارۃ النص مین صرف

کسی معنی کا تبعاً سمجھا جانا معتبر نہین ہے - بلکہ اس معنے کو نظم کلام سے
از روئے لغت کے سمجھا جانا چاہیے - آیت مین کوئی لفظ ایسا نہین ہے
جس کے معنی لغت کے رو سے بہت افترا یا کل افترا ہو - کیا یہ صریح
بددیانتی نہین ہے کہ کسی فن کے اصطلاحی الفاظ کو غلط معنی مین استعمال
کر کے لوگون کو دھوکھا دیا جائے - مولویصاحب نور الانوار کی اس
عبارت کو پیش نظر رکھکر جواب دین -

اما الاستدلال باشارۃ النص فھو العمل بما ثبت بنظمہ
لغۃً لکنہ غیر مقصود ولا سیق لہ النص ولیس بظاھر من کل وجہ

ترجمہ استدلال اشارۃ النص کے ساتھ عمل کرتا ہے اس چیز (معنی) کے
ساتھ جو نظم کتاب سے از روئے لغت کے ثابت ہو لیکن وہ غیر مقصود ہو اور نہ اسکے
لئے کلام مسوق ہوا ہو اور نہ وہ ہر طرح سے ظاہر ہو -

آٹھوین بددیانتی مولوی صاحب اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۲۴ مین لکھتے ہین :-

اب یہی مدت ۲۳ برس نبوۃ کے ناظرین با انصاف ! یہ کیسی کھلی بات
ہے کہ اللہ جل شانہ نے جب آیت مین یہ فرمایا - کہ - اگر میرا نبی
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر افترا کرتا اور مفتری علی اللہ
ہوتا تو ہم اسکا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر رگ جان کاٹ دیتے یعنی
جلد ہلاک کر دیتے - اور آپ جانتے ہین کہ اس معنی کی صحت حضور
پر نور کی وفات پر موقوف ہے چنانچہ جب آپ اپنی طبعی موت سے وصال
پا گئے - اور رفیق اعلی سے جا ملے - آیت کے معنی کی صحت ثابت

ہوئی اور یہ زمانہ زمانہ نزول وحی سے ۲۳ برس کا زمانہ تھا تو ذی عقل سلیم الفطرت کا دل اس بات پر گواہی دیگا کہ بے شک زمانہ معیار صداقت ۲۳ ہی برس ہونا چاہیئے ۔ گویا یہ ۲۳ برس بطریق اقتضاء النص ثابت ہوا ۔ مولویصاحب کا یہ بیان بچند وجوہ باطل ہے

(۱) جب آیت کا مطلب یہ ہی کہ مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہی تو ۲۳ برس کی مدت معیار صداقت نہین ہوسکتی اسلئے کہ ۲۳ برس سے کچھ کم مدت مثلاً ۲۲ برس اور چند مہینے کو کوئی ذی شعور جلدی نہین کہہ سکتا ۔

(۲) جن سچے نبیون کی نبوت کا زمانہ ۲۳ برس سے کم ہے وہ حضرات سچے بھی نہین ثابت ہوسکتے (نعوذ باللہ منہ)

(۳) جب آیت کی معنی کی صحت حضور پر نور صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی وفات پر موقوف ہی تو قبل وفات آیت کے صحیح معنی معلوم نہین ہوسکے اور اوس سے لازم آتا ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کے صحیح معنے نہین سمجھا ہو (نعوذ باللہ منہ)

(۴) بقول مولویصاحب یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت ثابت کرنیکے لئے استدلالاً پیش کی گئی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ نبوت کی صداقت کا ثبوت نبی کی زندگی مین ہونا چاہیئے اور جب اسکے معنی کی صحت اپکی وفات پر موقوف ہی تو پھر آپکی زندگی مین یہ دلیل صدق نبوت کیونکر ہوسکتی ہے ؟ اور آپ نے یہود و نصارے وغیرہ مخالفین کے مقابلہ مین اسکو کیونکر پیش کیا ؟ جو چیز باقتضاء النص

ثابت ہوتی ہے وہ نص پر مقدم ہوتی ہی جیسا کہ نور الانوار میں لکھا ہے۔

اما الثابت باقتضاء النص فما لا یعمل النص الا بشرط تقدمہ

ترجمہ لیکن ثابت باقتضاء النص وہ چیز ہی کہ نص عمل نہیں کرسکتی مگر اس طرح کہ وہ چیز نص پر مقدم ہو۔

اور یہ ظاہر ہے کہ زیر بحث آیت مین ۲۳ برس کی مدت کسی طرح نص پر مقدم نہین ہو سکتی۔ پس یہ کہنا کہ ۲۳ برس کی مدت باقتضاء النص ثابت ہے محض غلط ہے۔

ناظرین! ۲۳ برس کی مدت کا معیار صداقت ہونا تو باطل ہو چکا اور اسی سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلعم کا دعوئ حق کے بعد تھوڑی مدت بھی سلامت باکرامت رہنا آپ کی صداقت کے اثبات کیلئے کافی ہے ۲۳ برس کی مدت کی ہرگز ضرورت نہین۔ اب رہی یہ بات کہ زیر بحث آیت کسکے حق مین ہے؟ تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ تقول کی ضمیر کا مرجع رسول ہے جو ابتدائے آیت

انہ لقول رسول کریم مین مذکور ہے۔ اور یہان پر رسول سے یا جبرئیل مراد ہین یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ تفسیر بیضاوی فتح البیان۔ خازن۔ کبیر وغیرہ مین رسول کے متعلق لکھا ہے۔

ھو محمد او جبرئیل علیہما السلام ترجمہ رسول سے مراد محمد یا جبرئیل علیہما السلام ہین

اگر جبرئیل مراد لئے جائین تو یہ آیت ما نحن فیہ سے خارج ہو جاتی ہے اور مرزا صاحب کا استدلال سرے سے ہوا ہو جاتا ہے۔

اور اگر آنحضرت صلعم مراد لئے جائین جب بھی مرزا صاحب کا استدلال

غلط ہو جاتا ہے مگر مولوی صاحب تفسیر اتقان سے محمد بن کعب کا یہ قول نقل کرکے۔

ان الآیۃ تنزل فی الرجل ثم تکون عامۃ۔ القاء ربانی صفحہ ۱۴۵

ترجمہ بیشک آیت ایک شخص خاص کے بارے میں نازل ہوتی ہے پھر عام ہوتی ہے

اس آیت کو آنحضرت صلعم کے ساتھ خاص نہیں کرتے ہیں بلکہ عام کرنا چاہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اسکے عموم کو تسلیم بھی کرلیں تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں رہے گی بلکہ آپ کے سوا اور رسولوں کو بھی شامل ہوگی یہ مطلب تو کسی طرح نہیں ہوسکتا کہ رسول اور غیر رسول دونوں کو شامل ہوگی۔ اور اگر اسکو بھی مان لیں کہ رسول اور غیر رسول دونوں کو شامل ہے جب بھی یہ آیت اس مفتری کے ساتھ خاص نہ ہوگی جو مرزا صاحب کا ہیرو ہے یعنی جو "کوئی شخص عمداً اپنی طرف سے بعض کلمات تراش کرے۔ یا ایک کتاب بنا کر پھر یہ دعوی کرے کہ یہ باتیں خدائے تعالی کی طرف سے ہیں اور اوسنے مجھے الہام کیا ہے اور ان باتوں کے بارے میں میرے پر اسکی وحی نازل ہوئی ہے حالانکہ کوئی وحی نازل نہیں ہوئی"۔ صفحہ ۹۹ القاء ربانی۔

مرزا صاحب یا مولوی صاحب کسی دوسری آیت یا صحیح حدیث یا تفسیر سے یہ ثابت نہیں کرسکتے کہ یہ آیت اسی خاص قسم کے مفتری کے ساتھ خاص ہے جو مدعی نبوت بھی ہو۔ پس مولوی صاحب ہی کے دعوی عموم کے رو سے یہ آیت ہر ایک ایسے مفتری کو شامل

ہوگی جو تقول علی اللہ کا مصداق ہو۔ اور تقول کے معنی خود مولوی صاحب بیضاوی سے نقل کرتے ہین "

سمی الافتراء تقولا۔ یعنی افترا تقول کے نام سے موسوم ہے"

پس تقول علینا کا مطلب یہ ہوا کہ افتری علینا آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی شخص افترا کرے ہم پر تو ہم اسکو فوراً ہلاک کردینگے۔ اب مولویصاحب پر لازم ہے کہ قرآن مجید مین جن جن شخصون کو مفتری کہا گیا ہے سب کا فی الفور اور جلد ہلاک ہونا ثابت کرین اگر سب مفتریون کا جلد ہلاک ہونا ثابت نہ کرسکین تو نہین مفتریون کا ثابت کرین جو مدعی نبوت ہوئے ہون صالح بن طریف کی مدت نبوت مین کلام کرنے کی اب ضرورت نہ رہی اسکا اور مسیلمہ کذاب۔ اور آسود عنسی کا فی الفور ہلاک ہونا ثابت کرین مین ڈنکے چوٹ کہتا ہون کہ مولویصاحب کیا انکی جماعت کی سارے علما مع خلیفہ جی نور الدین اس بات کو ہرگز ہرگز ثابت نہین کرسکتے ہین۔ اس تقریر سے آفتاب نیمروز کے طرح یہ بات ظاہر ہوگئی کہ یہ آیت عام نہین ہوسکتی۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے یا سچے رسولون کے ساتھ۔

اور یہ کہنا کہ " دنیا مین صدہا دوسرے لوگ وہی گناہ کرین تو خدا کو خبر بھی نہو۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا گناہ خدانخواستہ کرین تو ہلاک کردئے جائین " القادر ربانی صفحہ ۱۲۳ عامیانہ استعجاب اور

خدائے بزرگ کی شان مین گستاخانہ کلام ہے اللہ تعالے کو سب کی خبر ہے اور خوب خبر ہے اور اسنے اپنی مقدس کتاب مین جو جوامع الکلم ہے ایسے مفتریونکی سزا صاف لفظون مین بیان کر دی ہے۔ قال اللہ تعا

ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او قال اوحى الى ولم يوح اليه شئ ومن قال سانزل مثل ما انزل الله ولو ترى اذ الظالمون فى غمرات الموت والملئكة باسطوا ايديهم اخرجوا انفسكم اليوم تجزون عذاب الهون بما كنتم تقولون على الله غير الحق وكنتم عن اياته تستكبرون

ترجمہ اس سے بڑھکر کون ظالم ہوسکتا ہے جس نے خدا پر جھوٹ باندھا یا یہ کہا کہ مجھپر وحی آئی ہے حالانکہ اسپر کوئی وحی نہین آئی یا کوئی اپنے کمال کے غرہ پر یہ کہے کہ جیسی کتاب رسول پر آتری ہے ہم بھی ایسی کتاب بنا سکتے ہین (اپنی زندگی مین جو چاہین سو کہتے رہین) اے مخاطب اگر تو ان ظالمون کا حال مرتے وقت دیکھے کہ موت کی کیسی سختی ان پر ہوگی اور فرشتے انکی طرف ہاتھ بڑھاتے ہونگے اور یہ کہتے ہونگے کہ اپنی جانون کو نکالو (ابتک تو تم نے چین کیا یا جسطرح رہے) مگر آج وہ دن ہے کہ تمہارے جھوٹ کی سزا مین تمہین ذلت کا عذاب دیا جائیگا۔ تم وہی ہو کہ خدا کی نشانیون کو حقیر سمجھتے تھے اور اپنے آپ کو بڑا خیال کرتے تھے۔

اس آیت کے متعلق علامہ ابو احمد رحمانی نے فیصلہ آسمانی مین صفحہ ۵ لغایت صفحہ ۵۳ تک نہایت ہی تفصیل کر دی ہے اور یہ ثابت کر دکھایا ہے

اللہ تعالیٰ نے مشرکون کو۔ اہل کتاب کو۔ الہام و وحی کا جھوٹا دعوےٰ کرنیوالون کو۔ کلام الٰہی کے نہ ماننے والون کو۔ سب کو ایک طرح ظالمون مین شمار کر کے ان کی حالت بیان کی ہے

مولوی صاحب اسکے جواب مین چند باتین پیش کرتے ہین۔

(۱) اس آیت کے شان نزول مین لکھا ہے کہ مسیلمہ۔ اسود عنسی۔ سجاح اور ایسی ہی لوگون کے حق مین وارد ہوئی ہی صفحہ ۱۲

اسکا جواب یہ ہے کہ مولویصاحب اتقان سے یہ قاعدہ نقل کرتے ہین جیساکہ مینے اوپر ذکر کیا ہے کہ "

ان الایۃ تنزل فی الرجل ثم تکون عامۃ صفحہ ۱۲۵

ترجمہ بیشک آیت ایک شخص خاص کے بارہ مین نازل ہوئی ہے پھر عام ہو گئی ہے

پھر اس آیت یا دوسری پیش کردہ آیتون کے جواب مین کس منہ سے شان نزول پیش کرتے ہین؟ کیا اتقان مین یہ بھی لکھا ہے کہ یہ قاعدہ صرف آیۃ کریمہ لو تقول علینا الایہ کے عموم ثابت کرنیکے لئے بنایا گیا ہے اور آیتون کے لئے نہین ہے علاوہ اسکے اس آیۃ کے متعلق فتح البیان سے خود ہی نقل کرتے ہین۔

قال اھل العلم قد دخل فی حکم ھذہ الایۃ کل من افتری علی اللہ کذبا فی ذلک الزمان و بعدہ لانہ لا یمنع خصوص السبب من عموم الحکم ط ۱۲ القادیانی

ترجمہ اہل علم نے کہا کہ بیشک اس آیت کے حکم مین کل وہ لوگ

جو خدا پر جھوٹ افترا کرتے ہین اس زمانہ مین اور بعد اسکے سب داخل ہین
اسلئے کہ خصوص سبب عموم حکم کو منع نہین کرتا ؛؛

پھر تفسیر بیضاوی اور جلالین سے شان نزول نقل کرنیکا حجم رسالہ بڑھانے
کے سوا اور کیا فائدہ ہے - یہ کہنا بھی صحیح نہین ہے کہ ؛؛ یہ آیت مسیلمہ -
اسود عنسی - سجاح اور ایسے ہی لوگون کے حق مین وارد ہوئی ہے ؛؛
اسلئے کہ مسیلمہ وغیرہ کے ایسے وہی لوگ کہلا سکتے ہین جو جھوٹے مدعیان
نبوت ہون حالانکہ اس آیت کے شان نزول مین ان لوگونکو بھی لکھا
ہے جو اپنی طرف سے شرعی احکام بنایا کرتے ہین - گو مدعی نبوت نہون
بیضاوی مین مسیلمہ اسود عنسی کی مثال دینے کے بعد یہ بھی لکھا ہے -

او اختلق احکاما کعمرو بن لحی ومتابعیہ

ترجمہ یا بنائے احکام جیسے عمرو بن لحی اور اسکے تابعین کرنیوالے ؛؛

پھر آگے چلکر ؛؛ بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق ؛؛ کے متعلق لکھا ہے ؛؛

کادعاء الولد والشریک لہ ودعوی النبوۃ والوحی کاذبا

ترجمہ یعنی مثلاً اوغیرحق کہنے والے وہ سب لوگ ہین جو خدا کے لئے
بیٹا یا شریک ٹھہرائین یا جھوٹی نبوت و وحی کا دعوے کرین ؛؛

چونکہ اس عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نصاری مشرکین جھوٹے
مدعیان نبوت - اپنے جی سے شرعی احکام بنانیوالے سب کی سزا ایک ہے
بیان کی گئی ہے - اور اس سے مرزا صاحب کا دعوے اس قسم
قسم کے مفتری کے بارے مین جو انکا ہیرو بنا کے مین لکھا تا ہے -

اسلئے مولویصاحب نے اس عبارت کو نظرانداز کردیا - یہ ہے مولویصاحب کی دیانتداری -

(۲) "اور میرے ناظرین جب اچھی طرح واقف ہوچکے ہین کہ آیت کے شان نزول والے کسقدر جلد ہلاک ہوئے تو ہمکو اس معاملہ مین زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین" صہ ۱۲۱ -

اسکا جواب یہ ہے کہ مولویصاحب کے ناظرین شاید واقف ہوئے ہون یا مولویصاحب کا چہرہ دیکھکر واقف ہوجانیکا اقرار کرلین مگر مولوی صاحب کی کتاب کے ناظرین ہرگز واقف نہین ہوئے ہین اسلئے کہ مولویصاحب نے اپنے رسالہ مین کہین یہ ثابت نہین کیا ہے کہ جسطرح کا جلد ہلاک ہونا آیت کا مدلول ہے اسی طرح مسیلمہ اسود عنسی - عمرو بن لحی وغیرہ کی ہلاکت ہوئی -

(۳) "اور اگر مان لین کہ تمام قسم کے مفتریون کو شامل ہے تو جو دعوٰے حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ اس خاص قسم کا مفتری جلد ہلاک ہوجاتا ہے اسکے خلاف کون لفظ ہے" صہ ۱۲۱ -

اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت مین نزول وحی کے جھوٹے مدعیون اور دیگر اقسام کے مفتریون سب کی سزا یکسان بیان کی گئی ہے اور چونکہ جلد ہلاک ہونا دیگر اقسام کے مفتریون کی سزا نہ تو قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہے اور نہ وقعات ومشاہدات سے اسلئے یہ سزا (جلد ہلاک ہونا) جھوٹے مدعیان وحی کی بھی نہین ہوسکتی ہے

بلکہ ایک دوسری آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مفتریونکو دنیا مین مہلت دیجاتی ہے - قال اللہ تعالےٰ -

ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون
متاع قلیل ولھم عذاب الیم سورہ نحل پارہ ۱۴ رکوع ۲۱

ترجمہ بیشک جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھتے ہین فلاح نہین پاتے ہین (ان کیلئے) تھوڑا سا (دنیاوی) فائدہ ہے انکے لئے دردناک عذاب ہے (آخرۃ مین)

(۴) پھر آیت مین کونسا لفظ ہے جس کے یہ معنی ہین کہ اسکے قبل وہ عذاب مین مبتلا نہین ہوئے " صد ۱۲۱ -

اسکا جواب یہ ہے کہ بیشک آیت مین ایسا لفظ موجود ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکے قبل عذاب نہین ہوا - لفظ تو بہت صاف ہے مگر بحکم " علی ابصارھم غشاوۃ " اگر کسیکو معلوم نہو تو دوسرے پر کیا الزام ہے سہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

تعجب تو یہ ہے کہ الیوم تجزون کو خود نقل بھی کرتے ہین اور اتنا نہین سمجھتے ہین کہ اس جملہ مین مفعول فعل پر مقدم ہے اور مفعول کا فعل پر مقدم ہونا تخصیص پر دلالت کرتا ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ اسکے قبل عذاب نہین ہوا کیا عربی کی مختصرات مین یہ نظر سے نہین گذرا ہے کہ یوم الجمعۃ صمیت سے تخصیص سمجھی جاتی ہے "

اب ناظرین انصاف کرین کہ کسکی علمی کوتاہی ثابت ہوئی - علامہ ممدوح کی یا خود مولویصاحب کی؟

اب مین مذکورہ بالا آیت کے متعلق تفسیر فتح العزیز مصنفہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے چند اقتباسات ذیل مین درج کرتا ہون جس سے آیت کے صحیح مطلب سمجھنے مین ناظرین کو سہولت ہوگی اور مولویصاحب کے غلط بیانات کی قلعی بھی کھل جائیگی - شاہ صاحب فرماتے ہین -

(۱) ولو تقول علینا - یعنی اگر بفرض محال بربستہ بگوید آن رسول بر ما بقوت فصاحت و بلاغت خود بعض الاقاویل یعنی بعضے از سخنان کہ ابعاض آیات باشند زیرا کہ اگر جمیع اقاویل را یا آیات تامہ طویلہ را برمی بست او را در آنقدر فصحا و بلغا معارضہ کردہ خفیف و ملزم می ساختند لاخذنا منہ بالیمین یعنی البتہ فی الفور او را ہلاک کنیم باین طریقہ کہ بگیریم از وے دست راست او را ثم لقطعنا منہ الوتین یعنی باز ببریم بشمشیر رگ دل او را کہ حیات او بہمان رگ است و او را فرصت ندہیم - و این طریق تصویر حال و اجب القتلے است کہ بادشاہان بحضور خود او را بسیاست میرسانند و جلاد را حکم میفرمایند کہ او را بکشد -

(۲) درین جا سوالے است صعب و آن آنست کہ اگر این

شرط وجزا درست باشد وملازمت بین المقدم والتالی کلیۃ
صادق باشد لازم آید کہ ہیچکس بعد از افترا بر خدا زندہ نماند
حالانکہ مفتریان بسیار مثل مسیلمہ کذاب اسود عنسی و
دیگر متنبیان گذشتہ اند کہ طومار طومار افترآت بر خدا
بستہ اند وہرگز این مواخذہ برآنہا جاری نشدہ ۔
جوابش آنست کہ ضمیر تقول راجع بر رسول است نہ بہر
فرد انسانی واگر بالفرض المحال رسول افترا نماید اورا این
عقوبت عاجلہ لازم الوقوع است زیرا کہ تصدیق او بمعجزات
واقع شدہ است پس اورا اگر تعجیل در عقوبت نکنند تلبیسے لازم
آید کہ لایمکن دفعہ وآن منافی حکمت است
بخلاف غیر رسول کہ بدون تصدیق معجزہ کلام او خرافاتے
بیش نیست واصلا ہیچ جائے التباس واشتباہ نمی آرے
اورا تصدیق بمعجزہ از محالات است انتہی ۔
(۳۷) بالجملہ اگر رسول مصدق بالمعجزات این قسم
افترا نماید البتہ باین عقوبت گرفتار شود انتہی ۔

(ترجمہ)

ولو تقول علینا ۔ یعنی اگر بفرض محال وہ رسول اپنی فصاحت
وبلاغت کی قوت سے ہمپر افترا کرے ۔ بعض الاقاویل یعنی
بعض باتین جو آیات کے ٹکڑے ہون (بعض باتین) اسلئے کہا کہ اگر

کل باتین یا چند پوری اور طویل آیتین افترا کرتا تو اسقدر ہین فصحا بلغا معارضہ کر کے اسکو خفیف اور ملزم کر دیتے لاخذنا منہ بالیمین یعنی البتہ فی الفور ہم اسکو ہلاک کر دیتے اس طریقہ پر کہ اوسکا داہنا ہاتھ پکڑتے۔

ثم لقطعنا منہ الوتین یعنی پھر کاٹ دیتے تلوار سے اسکے دل کی رگ کو اسلئے کہ اسی رگ سے زندگی ہے اور ہم اسکو فرصت نہ دیتے۔ اور یہ طریقہ اس واجب القتل کے حال کی تصویر ہے جسکو سلاطین اپنے سامنے سزا دیتے ہین اور جلاد کو حکم کرتے ہین کہ اسکو مار ڈالے۔

(۲) یہان پر ایک سخت سوال ہے کہ اگر یہ شرط و جزا درست ہے اور مقدم و تالی کے درمیان ملازمت پوری طرح سے صادق ہے تو لازم آتا ہے کہ کوئی شخص خدا پر افترا کرنے کے بعد زندہ نہ رہے حالانکہ بہت سے مفتری مثل مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور دوسرے جھوٹے مدعیان نبوت گذرے ہین جنہون نے دفتر کا دفتر خدا پر افترا کیا ہے اور یہ مواخذہ انپر جاری نہین ہوا –

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ تقول کی ضمیر (سچے) رسول کی طرف راجع ہے ہر فرد انسان کے طرف نہین ہے یعنی اگر بفرض محال (سچا) رسول افترا کرے تو اوسکے لیے اس جلد سزا کا واقع ہونا لازمی ہے اسلئے کہ اسکی تصدیق معجزات سے ہو چکی ہے۔ اگر اسکی سزا میں جلدی نکریں تو ایسا شبہ لازم آئیگا جسکا دور کرنا ناممکن ہے اور یہ بات حکمت کے منافی ہے بخلاف غیر رسول کے (یعنی اگر جھوٹا رسول افترا کرے تو اوسکے لیے یہ

سزا نہین ہے اسلئے کہ اسکی تصدیق معجزہ سے نہین ہوئی ہے) اور بغیر تصدیق معجزہ کے اس کا کلام محض خرافات سے زیادہ وقعت نہین رکھتا اور اوس کے کلام (کے افترا ہونے) مین کوئی شبہ نہین ہو سکتا۔

ہان اسکی تصدیق معجزہ سے محال ہے۔

(۳) حاصل کلام یہ ہے کہ جس رسول کی تصدیق معجزات سے ہو چکی ہے (سچا رسول) اگر اس قسم کا افترا کرے (بعض باتین اپنی طرف سے بنا کر اسکو خدا کا کلام کہے) تو البتہ اس سزا مین گرفتار ہوگا یعنی فی الفور ہلاک ہوگا

مذکورہ بالا اقتباسات سے مفصلہ ذیل باتین ثابت ہوتی ہین۔

(۱) بعض الاقاویل سے بعض باتین مراد ہین کل اقاویل یا آیات تامہ طویلہ مراد نہین ؕ

(۲) یہ آیت سچے رسول کے بارے مین ہے جھوٹے مدعیان نبوت اس مین داخل نہین ہین۔

(۳) سچا رسول اگر کچھ بھی افترا کرے تو فوراً ہلاک ہو اسکو کچھ بھی مہلت نہین مل سکتی۔

(۴) جھوٹے مدعیان نبوت کے کلام سے سلسلہ نبوت رسالت مین کوئی اشتباہ نہین واقع ہو سکتا ہے۔ اور ان امور کے ثابت ہونے سے مولویصاحب کا یہ کہنا کہ بعض الاقاویل سے ھذ القرآن مراد ہے اور یہ آیت سچے اور جھوٹے دونون قسم کے رسولون کو شامل ہے اور آیت کے معنی کی صحت کیلئے ۲۳ برس کی مدت معیار ہے اور جھوٹے رسول کے

کلام سے سلسلہ رسالت و نبوت مشتبہ ہو جاتا ہے۔ محض لغو اور باطل ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

نوین بددیانتی علامہ ممدوح نے آیۃ کریمہ یصبکم بعض الذی یعدکم" کے متعلق چند توجیہین لکھی ہین منجملہ اون کے ایک یہ ہے کہ یہان پر بعض کو بمعنی کل لینا چاہئے۔ کیونکہ بعض بمعنی کل بھی آیا ہے مولویصاحب علامہ ممدوح کے اس قول کو غلط ثابت کرنے کے لئے اپنے رسالہ کے صفحہ ۹۰ مین بیضاوی کا یہ قول نقل کرتے ہین"

تفسیر البعض بالکل کقول لبید - مردود

یعنی تفسیر بعض کا کل کے ساتھ جیسا کہ قول لبید مین ہے مردود ہے"

اور تفسیر فتح البیان مین علامہ ممدوح کے قول کی مطابق اس آیت کے متعلق جو یہ لکھا ہے۔

والبعض قد یستعمل فی لغۃ العرب بمعنی الکل۔

اور بعض کبھی لغت عرب مین کل کے معنی مین استعمال کیا جاتا ہے"

اسکا یہان پر ذکر تک نہیں کرتے اور اپنی کمال تقوے شعاری اور دیانتداری سے صاحب فتح البیان کے اس قول کو بعض الاقاویل کے تحت مین ذکر کرتے ہین اور بعض بمعنی کل لیتے ہین۔ مین کہتا ہون کہ مولویصاحب فتح البیان والے کے اس قول (والبعض قد یستعمل فی لغۃ العرب بمعنی الکل) کو صحیح مانتے ہین یا نہین پر تقدیر

اول علامہ ممدوح کے قول کو تسلیم کرلینا ہے اور بیضاوی کا قول
پیش کرنا محض لغو ہے اور بر تقدیر ثانی بعض الاقاویل کے تحت مین
اسکا ذکر کرنا غلط ہے بلکہ صریح فریب ہی ہے - علاوہ اسکے بیضاوی
کی عبارت کے مطلب سمجھنے مین بھی مولویصاحب نے اپنی خوش فہمی کا
ثبوت دیا ہے - اسلئے کہ بیضاوی کے قول کا صحیح مطلب یہ ہی کہ
لبید کے اس قول " او یرتبط بعض النفوس حمامھا "
کی مثال دیکر بعض کو بمعنی کل لینا مردود ہے اسلئے کہ لبید نے یہانپر
بعض کو بمعنی کل نہین لیا ہے بلکہ بعض سے اپنی ذات مرادلی ہی
بیضاوی کا ہرگز یہ مطلب نہین ہے کہ بعض کا استعمال بمعنی کل صحیح
نہین ہے - مولویصاحب اپنی ہی اس فصیح اُردو عبارت پر ذرا
غور کرین " تفسیر بیضاوی تو لبید کے حوالہ سے بعض کے معنی کل کے
جو بعضون نے لکھے ہین اسکو مردود کہا ہے " اور یہ بھی بتائین کہ
تفسیر بعض کا - کہان کی زبان ہے ؟ افسوس ہے کہ مخالفت حق کے
وجہ سے مولویصاحب کی قوت ممیزہ ایسی سلب ہوگئی ہے کہ معمولی
الفاظ کی تذکیر و تانیث بھی ان کے سمجھ مین نہین آتی ہے -

دسوین بددیانتی مذکورہ بالا آیت کی دوسری توجیہ یہ ہی
کہ وعیدین دو قسم کی ہوتی ہین -

(۱) دنیاوی عذاب کی -

(۲) آخروی عذاب کی - اس آیت مین اور اسکے مثل دوسری

آیتون مین جو آنحضرت صلعم کے بارے مین وارد ہین بعض الذی یعد کم سے دنیاوی عذاب مراد ہے اور ظاہر ہے کہ دنیاوی عذاب بعض وعید ہے علامہ ممدوح نے اس توجیہ کو تنزیہ بالی مین بیان کیا ہے - اور بیضاوی مین بھی یہ توجیہ موجود ہے اس توجیہ پر نہ تو کوئی اعتراض وارد ہوتا ہے اور نہ مرزا صاحب متوفی کا استدلال قایم رہسکتا ہے - اسکا جواب تو درکنار مولویصاحب نے اسکا ذکر تک نہین کیا - مولویصاحب بیضاوی سے اسکے ماقبل اور مابعد کی عبارتین نقل کرتے ہین - اور درمیان کی عبارت چھوڑ دیتے ہین - بیضاوی مین ان دونون قولون کے درمیان جن کو مولویصاحب نے نقل کیا ہے یہ عبارت موجود ہے -

او یصبکم ما یعدکم من عذاب الدنیا و ھو بعض المواعید -

ترجمہ رسول جو کچھ دنیاوی عذاب کا تم سے وعدہ کرتے ہین وہ تمپر ضرور پہونچے گا اور دنیاوی عذاب بعض مواعید ہے "

یہ ہین مولوی صاحب کی ایمانداری اور دیانتداری کے دس نمونے تلک عشرۃ کاملۃ -

اب مولویصاحب کی اُردودانی اور صریح صریح کذب بیانی ملاحظہ ہو (مولویصاحب کی اُردودانی) مولویصاحب اپنے رسالہ مین جابجا علامہ ممدوح کی اُردودانی پر ہنستے آئے ہین مگر خود انکی اور ان کے پیر

و مرشد مرزا صاحب متوفی کی اُردو دانی اسی ایک جملہ سے
ظاہر ہوتی ہے جو مولویصاحب کے رسالہ کے صہ ۲۱ مین ہے۔
مرزا صاحب پیر مہر علی شاہ کے مقابلہ کا ذکر کرکے اپنی نسبت
لکھتے ہین "لیکن بعد اسکے ان کو میری نسبت بکثرت روایتین
پہنچ گیئن کہ اس شخص کی قلم ۔ عربی نویسی مین دریا کی طرح
چل رہی ہے" مذکر کو مونث سمجھنا اولٹی سمجھ نہین ہے تو کیا ہے
اُردوخوان بچے بھی جانتے ہین کہ قلم مذکر ہے مگر پنجابی سلطان القلم
اسکو مونث بتا رہے ہین ۔ اور ان کے ایک بنگالی ایڈوکیٹ
نہایت ہی دلیری سے اسکو نقل کرتے ہین اور لطف یہ ہے کہ
ایسے شخص کی اُردو دانی پر حملہ کرتے ہین جو اُردو کی دارالسلطنت
کے قریب کا رہنے والا ہے اور اہل زبان ہونے کا دعوےٰ کر سکتا ہے
مولویصاحب ذرا دیوان ذوق اُٹھا کر دیکھین ردیف الالف مین
پہلا شعر یہ ہے ۔

ہوا احمد خدا مین جل جو مصروف رقم میرا ۔ الف الحمد کا سا بن گیا گویا قلم میرا

نہین معلوم یہ ٹھوکر کسکو لگی ہے ؟ مولوی صاحب کو یا مرزا
صاحب کو ۔
مولویصاحب اپنے رسالہ کے صہ ۱۴۳ مین لکھتے ہین ۔ مگر ناظرین
یہ ٹھوکر بوجہ نہین غور کرنے لفظ تقول اور اقاویل کی حاصل ہوئی ہے
پیارے ناظرین! ذرا مولویصاحب سے دریافت کیجئے کہ

ٹھوکر حاصل ہوئی کہان کا محاورہ ہے؟ دہلی کا یا لکھنو کا؟ گورداسپور کا یا بھاگلپور کا۔ شرم - شرم - شرم -

مولویصاحب شکایت کرتے ہین کہ علامہ ابو احمد رحمانی نے مرزا صاحب کی عربی عبارتون مین صرفی - نحوی - اور فصاحت و بلاغت کی رو سے دو چار غلطیان بھی نہین دکھائین جواباً گزارش ہے کہ آپ گھبرائین نہین عنقریب ایسے رسالے شائع ہونگے جنمین مرزاصاحب کی عربی دانی - فارسی دانی - اُردو دانی - کی قلعی کھولی جائیگی اور ان کے علمی مبلغ پر پوری روشنی ڈالی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیون -
آگے آگے دیکھہ تو ہوتا ہے کیا -

(مولویصاحب کا سفید جھوٹ) مولویصاحب اپنے رسالہ کے صـــ۲۲ مین احمد بیگ کی موت والی پیشنگوئی کی نسبت لکھتے ہین - اور شیخ بٹالوی ایسا معاند بھی مان گیا کہ پوری ہوئی چنانچہ اسنے پرچہ اشاعة السنہ مین لکھا ہے کہ اگرچہ یہ پیشنگوئی پوری ہوگئی مگر یہ الہام سے نہین بلکہ علم رمل یا نجوم وغیرہ کے ذریعہ سے کی گئی ''

حالانکہ یہ محض جھوٹ ہی شیخ ممدوح نے تو اس پیشنگوئی پر چار آٹھ۸۵ سوالات جرح کرکے اسکو مجروح اور نیم بسمل بلکہ مردہ کردیا ہی - اور ہرگز ہرگز انہون نے اس پیشنگوئی کے پوری ہونے کو نہین مانا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہین '' نمبر۲ مین جو کادیان نے کہا ہے کہ پہلے حصہ

کے پورے ہونے کا صاحب اشاعۃ السنہ نے اعتراف کر لیا ہے
یہ بھی سفید جھوٹ ہے اور دروغ گویم برروئے تو کا مصداق۔ کادیانی
سچا ہے تو بتاوے کہ صاحب اشاعۃ السنہ کا اعتراف کس صفحہ مین
مرقوم ہے اشاعۃ السنہ صفحہ ۳۰۹ جلد ۱۵۔
نمبر ۱۲ مین تو اسکے وقوع سے لاعلمی ظاہر کی گئی ہے" دیکھو اشاعۃ
السنہ نمبر ۶ جلد ۱۶ صفحہ ۱۹۱۔
چونکہ مرزا صاحب تصحیح نقل نہین کر سکے اور ان کا جھوٹ دنیا پر ظاہر
ہو چکا تھا اسلیئے مولویصاحب نے اشاعۃ السنہ کی جلد۔ نمبر۔ صفحہ کا
پتہ نہین دیا۔ اگر مولویصاحب اپنے کو اور نیز مرزا صاحب کو سچا ثابت
کرنا چاہتے ہین تو اشاعۃ السنہ کی جلد۔ نمبر۔ صفحہ کا پتہ بتا دین
ورنہ مرزا صاحب کو اذا حدث کذب کا مصداق سمجھین اور
اپنی نسبت اس حدیث پر غور کرین۔

کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع۔

انسان کے جھوٹے ہونیکے لیے یہ کافی ہے کہ جو بات سُنے (بلا تحقیق) سبکو بیان کرے۔

(مولویصاحب کا سیاہ جھوٹ) مولویصاحب صفحہ مذکورہ میں علما ممدوح
کی نسبت لکھتے ہین" نکاح والی پیشنگوئی کو صرف عظیم الشان
نشان کہتے ہین ناظرین کو دھوکا دیا ہے"
مین کہتا ہون کہ مولویصاحب کا یہ کہنا محض جھوٹ ہے ہرگز ہرگز علما
ممدوح نے نکاح والی پیشنگوئی کو صرف عظیم الشان نشان نہین

کہاہے بلکہ اُنہون نے بہت ہی عظیم الشان نشان کہا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے اس قول " وہ پیشینگوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے " کے متعلق یہ لکھا ہے " کہ اُردو کے محاورہ مین معمولی عظمت کی شئے کو عظیم الشان نہین کہتے بلکہ اسکے لئے بڑی عظمت کا ہونا ضرور ہے۔

آب اس بڑی عظمت مین تین درجے ہوسکتے ہین اسکے ادنیٰ درجے کو عظیم الشان کہین گے۔ متوسط درجے کو بہت عظیم الشان کہین گے اور سب سے اول درجہ کو بہت ہی عظیم الشان کہین گے۔ مرزا صاحب نے اس نشان کے لئے یہی لفظ لکھا ہے " دیکھو فیصلہ آسمانی حصہ دوم صـ۸ـ

مولویصاحب نے مرزا صاحب کا اپنی چھ پیشینگوئیون کو عظیم الشان نشان کہنا ثابت کیا ہے مگر یہ ثابت نہ کرسکے کہ مرزا صاحب نے نکاح والی پیشینگوئی کے سوا اور کسی پیشینگوئی کو بھی بہت ہی عظیم الشان نشان کہا ہے۔ پھر علامہ ممدوح پر دھوکا دینے کا الزام لگانا جھوٹ نہین ہے تو کیا ہے؟ یہ ہے مولویصاحب کے سیاہ جھوٹے مین ایک دوسرا سیاہ جھوٹ۔

(مولویصاحب کے تحقیق کے رو سے مرزا صاحب کا جھوٹ) مولویصاحب اپنے رسالہ کے صـ۳۳ـ مین لکھتے ہین " ابواحمد صنا کا یہ لکھنا کہ اولاد کا کفو باپ کے لحاظ سے ہوتا ہے نکاح ہونے پر مرزا صاحب کا لڑکا غیر کفو مین گیا اور محمدی بیگم کی لڑکی غیر کفو مین آئی بالکل جھوٹ

اور افترا ہے ہرگز اسلامی تحقیق یہ نہین ہے - ہان باپ کے لحاظ
سے بھی ہے مگر صرف یہی نہین ہے -
پھر فتاوے اور مختار اور ہدایہ سے یہ دکھلاتے ہین کہ عجم مین - جدتہ
اسلام - دین - مال - حرفے - پیشے - وغیرہ مین بھی کفو کا اعتبار
کیا جاتا ہے - مین کہتا ہون کہ باپ کے لحاظ سے کفو کا ہونا مانکر علامہ
ممدوح پر کذب و افترا کا الزام لگانا صریح فریب دہی ہی یا سمجھ
کی کوتاہی اور کفو مین جدتہ اسلام وغیرہ کے معتبر ہونیکو پیش
کرنا مرزا صاحب کو جھوٹا ثابت کرنا ہے - اسلئے کہ مرزا صاحب
لکھتے ہین " لوٹانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ لڑکی غیر کفو مین چلی گئی ہی
یعنی اسکا نکاح غیر کفو مین ہوا ہے اب لوٹ کر کفو مین آئے گی یعنی
میرے نکاح مین مین اسکا کفو ہون " اب مولویصاحب بتلائین کہ
اسلامی تحقیق کی روسے سلطان محمد اس لڑکی کا کفو ہے یا نہین
اگر ہے اور ضرور ہے تو مرزا صاحب اس قول مین جھوٹے ہوئے
یا نہین ؟ کہ اس کا نکاح غیر کفو مین ہوا ہے -
الحمد للہ کہ مولویصاحب کی تحقیق کے روسے بھی مرزا صاحب جھوٹے
ثابت ہوئے - وھو المطلوب -
(مولویصاحب کی ناکامی) مولویصاحب نے پیشینگوئیون اور الہام
و وحی کے بارہ مین پانچ منہاج نبوت قایم کیے ہین - انکے ثبوت
مین جس کید و دجل سے کام لیا ہے اور جسطرح کی روائیون سے

استدلال کیا ہے انکی پوری حقیقت تو انشاء اللہ تعالیٰ جو ایک سالہ میں لکھی جائیگی اسوقت ہم صرف یہ دریافت کرنا چاہتے ہین کہ ان پانچون منہاج نبوت مین سے کسی سے بھی یہ ثابت ہوا - کہ کسی نبی نے اپنی کسی پیشینگوئی کو اپنی صداقت کا بہت ہی عظیم الشان نشان قرار دیا ہو اور لوگون کو اسکے پورے ہونیکا انتظار کرنیکو کہا ہو - اور پھر کسیوجہ سے وہ پیشینگوئی پوری نہین ہوئی ہو یا یہ ثابت ہوا - کہ کسی نبی نے اسطرح پیشینگوئی کی ہے کہ فلان شخص اتنی مدت مین مرجائیگا اور جب وہ شخص اس مدت مین نمرا تو یہ کہا ہو کہ اسکا میری حیات مین مرنا ضرور ہے اگر میری حیات مین نہ مرے تو مین جھوٹا ہون ہر ایک بد سے بدتر ہون مین اسکو اپنے صدق وکذب کا معیار مقرر کرتا ہون اور مین نے جبتک اپنے رب سے خبر نہین پائی اس بات کو نہین کہا یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے - وہی خدا جسکی باتین نہین ٹلتین - پھر ایسی موکد پیشینگوئی کو خدا ئی بزرگ نے کسیوجہ سے پوری نہین کی ہو مین بآواز بلند کہتا ہون کہ مولوی صاحب نے ۱۶۲ صفحے سیاہ کر ڈالے ہین - مگر اس مضمون کو قرآن مجید یا صحیح حدیث ثابت کرنا تو تقریباً محال ہے کسی بزرگ کے قول سے بھی ثابت نکر سکے اور انشاء اللہ تعالیٰ مولوی صاحب یا انکی جماعت کو انسے کوئی بڑے عالم بھی قیامت تک ثابت نکرسکین گے

ولو کان بعضھم لبعض ظھیرًا -

اور جبتک اس مضمون کو ثابت نکرینگے مرزا صاحب صادق نہین سمجھے جاسکتے بلکہ اپنے اقرار سے جھوٹے اور ہر ایک بد سے بدتر کہلانیکے مستحق رہین گے - المرء یوخذ باقرارہ ایک مسلّم قاعدہ ہے -

ناظرین! آنحضرات نے ہمارے مذکورہ بالا بیانات سے یہ اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ مولویصاحب کا رسالہ بد دیانتیون دروغگوئیون کا اچھا خاصہ مجموعہ ہے - اب مین یہ دکھلاتا ہون کہ مولوصاحب فیصلہ آسمانی کی اصل باتون کا جواب کچھ بھی نہین دیسکتے اور جو کچھ اُنہون نے لکھا ہے غلط اور محض غلط ہے سنئے! اور ذرا توجہ کے ساتھ سنئے -!

اس زیر بحث پیشنگوئی مین تین باتین زیادہ تر قابل توجہ ہین -

(۱) احمد بیگ کا تاریخ نکاح سے تین سال کے اندر مرنا -

(۲) داماد احمد بیگ کا تاریخ نکاح سے ڈھائی سال کے اندر مرنا -

(۳) محمدی بیگم کا مرزا صاحب کے نکاح مین آنا -

(۱) احمد بیگ نکاح کے چوتھے مہینہ مین مرگیا - مرزا صاحب اور اونکے متبعین کہتے ہین کہ احمد بیگ کی موت پیشنگوئی کے مطابق واقع ہوئی علامہ مولف فیصلہ آسمانی نے اسپر یہ اعتراض کیا ہے کہ "اُردو کی محاورہ کے موافق اگر احمد بیگ دو سال کے بعد تین سال کے اندر مرتا اسوقت یہ کہنا صحیح ہوسکتا تھا کہ پیشنگوئی کے مطابق اسکی موت ہوئی اور جب دو چار یا چھ مہینہ مین مرگیا تو کوئی فہمیدہ محاورہ دان منصف مزاج نہین کہہ سکتا کہ پیشنگوئی کے مطابق مرا - مولوصاحب نے اس اعتراض کا کوئی جواب نہین دیا صرف یہ کہکر ٹالدیا" کہ آپ کے بیان کے مطابق تو اگر ایکسال بھی کہا جاتا تو بھی پیشنگوئی کے مطابق موت نہین ہوئی - کیونکہ آپکے محاورہ مین دو چار یا چھ ماہ کی پیشنگوئی صحیح نہوگی جبتک

یہ نہ کہا جاے کہ چار مہینے چھ مہینے یا دس مہینے کے اندر مرجائیگا۔ آپ ناحق ایکسال کو صحیح قرار دیتے ہین" مین کہتا ہون اولاً مولویصاحب کا یہ کہنا محض جھوٹ ہی کہ "آپکے محاورہ مین دو چار یا چھ ماہ کی پیشینگوئی صحیح نہوگی جبتک یہ نہ کہا جاے کہ چار مہینے چھ مہینے یا دس مہینے کے اندر مرجائیگا" اسلیے کہ علامہ ممدوح نے کہین ایسا نہین کہا ہے مولویصاحب اگر سچے ہین تو تصحیح نقل کرین ثانیاً مجرد اس کہدینے سے کہ ایکسال کو صحیح قرار دینے سے تین سال کا کہنا صحیح ہوگیا اعتراض کا جواب کیونکر ہوا۔ افسوس ہی کہ مولویصاحب نے یہ نہین سمجھا کہ اعتراض محاورہ کی لحاظ سے ہی لفظی معنی کے لحاظ سے نہین ہی۔ اسکا تحقیقی جواب تو یہ تھا کہ کسی اہل زبان کے کلام سے اعتراض کا غلط ہونا ثابت کرتے مگر ایسا نہین کرسکے۔ علاوہ اسکے ایک متوسط ذہن کا آدمی بھی اسبات کو سمجھ سکتا ہی کہ مذکورہ بالا پیشینگوئی مین مرزا صاحب نے داماد احمد بیگ کی موت کی میعاد ڈھائی برس اور احمد بیگ کی موت کی میعاد تین برس مقرر کی ہی۔ ڈھائی سال اور تین سال کا فرق یہ ثابت کر رہا ہی کہ داماد احمد بیگ کی موت پہلے ہوگی اور احمد بیگ کی موت اوسکے بعد۔ مگر واقعہ اسکے خلاف ہوا کہ احمد بیگ پہلے مرگیا اور اوسکا داماد ہنوز زندہ ہی اب کون شخص کہہ سکتا ہی کہ احمد بیگ کی موت پیشینگوئی کے مطابق واقع ہوئی۔ الامت سفہ نفسہ ١٢۔

ہان یہ بات بھی قابل لحاظ ہی کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے پچاسی سوالات جنکا مولویصاحب نے بھی اپنے رسالہ مین ذکر کیا ہی مگر یہ نہین بتایا کہ

مرزا صاحب نے یا ان کے متبعین مین سے کسی نے انکے جوابات بھی دیئے ہین۔ پھر بغیر جوابات ان کے احمد بیگ کی موت کو پیشینگوئی کے مطابق کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

(۲) جب ڈھائی برس کی مدت ختم ہو گئی اور داماد احمد بیگ نہین مرا اور ہر طرف سے مرزا صاحب پر اعتراضات کی بوچھاڑ پڑنے لگی تب مرزا صاحب نے یہ جواب دیا کہ احمد بیگ کی موت کیوجہ سے اوسکے داماد کے دل پر شدید خوف و ہراس وارد ہو گیا اور خدا نے اپنی سنت کے مطابق تاریخ عذاب کو دوسرے موقع پر ٹالدیا۔ علامہ ممدوح نے اس جواب کو بھی غلط ثابت کر دیا ہے کہ نہ تو داماد احمد بیگ ڈرا اور نہ سنت اللہ یہ ہے کہ ڈر جانے سے عذاب ٹلجاتا ہے۔ امر اول کے ثبوت مین یہ لکھا ہے کہ اگر خوف و ہراس سے اسکی (سلطان محمد کی) ایسی حالت ہو گئی تھی جیسا کہ مرزا صاحب نے بیان کی ہے تو طبعی مقتضا یہ تھا کہ بے اختیار وہ مرزا صاحب کے پاس آکر توبہ کرتا اور بیعت کر لیتا مگر اوسنے تو کسیوقت ایسا نہین کیا۔ بلکہ ابتک وہ انکا منکر اور برا کہنے والا موجود ہے۔ علامہ ممدوح کے اس جواب کی تصدیق خود سلطان محمد کے اس خط سے ہوتی ہے جو انہون نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے سوالات کے جواب مین لکھا ہے۔ چنانچہ سلطان محمد لکھتے ہین۔

"مرزا صاحب کو مین جھوٹا اور دروغگو جانتا تھا اور جانتا ہون۔ اور مین مسلمان آدمی ہون۔ خدا کا ہر وقت شکر گذار ہون سلطان محمد بقلم خود"

دیکھو اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۱۶ صفحہ ۱۹۱ ۔ پھر غزنوی مولویصاحب نے
سلطان محمد کا جو خط اپنے رسالہ مین پیش کیا ہے اسکے مضامین تو ایسے
ہین جس سے مرزا صاحب کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے انشاء اللہ تعالے
جواب رسالہ مین ہم اسکو ثابت کر دکھائین گے ۔
امر دوم کے ثبوت مین یہ لکھا ہے کہ بغیر ایمان لائے فقط خوف سے
یا دلی خیال سے (اگرچہ وہ ابھی ہو) وعید نہین ٹل سکتی اسپر قرآن شریف اور
حدیث صحیح دونون شاہد ہین قرآن مجید مین صاف ارشاد ہے ۔
لا یرد باسنا عن القوم المجرمین پارہ ۱۳ سورۂ یوسف رکوع ۱۲
ترجمہ مجرمون سے ہمارا عذاب ٹلتا نہین ہے ۔
منکر نبوت بڑا مجرم ہے اور جب اسکے لئے کوئی وعید کر دیگئی تو جبتک وہ
مجرم ہے یعنی ایمان نہین لایا اس سے وہ وعید نہین ٹلسکتی صحیح بخاری مین ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیہ بن خلف کے بارے جو انکی پیشینگوئی
کی تھی اور اسکی وجہ سے وہ نہایت خوف زدہ ہو گیا تھا چنانچہ بخاری
کے یہ الفاظ ہین " ففزع لذلک امیہ فزعًا شدیدًا ۔ مگر اسکے
وجہ سے وہ وعید نہین ٹلی اور پوری ہو کر رہی ۔ مولویصاحب نے اسکا کوئی جواب نہین دیا
مخالفین کے اعتراضات سے عاجز اکر مرزا صاحب نے انجام اتھم کے
صفحہ ۳۱ و ۳۲ مین پہلے یہ لکھا کہ (۱) " مین بار بار کہتا ہون کہ نفس
پیشنگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اسکی انتظار کرو اور اگر مین
جھوٹا ہون تو یہ پیشنگوئی پوری نہوگی اور میری موت آجائیگی

اور اگر مین سچا ہون تو خدا یتعالیٰ ضرور اسکو بھی ایسا ہی پوری کریگا جیسا کہ
احمد بیگ اور انھم کی پیشینگوئی پوری ہوئی اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے
اور وقتون مین تو کبھی استعارات کو بھی دخل ہو جاتا ہے یہان تک کہ
بائیبل کی پیشنگوئیون مین دنون کے سال بنائے گئے جو بات خدا
کیطرف سے ٹھہر چکی ہے اسکو کوئی روک نہین سکتا اس قول مین مرزا صاحب
نے داماد احمد بیگ کی موت کا اپنی حیات مین ہونا ضروری بتایا ہے
اور یہین کوئی شرط نہین لگائی ہے بلکہ یہ کہکر کہ یہ تقدیر مبرم ہے جو بات
خدا کی طرف سے ٹھہر چکی ہے اسکو کوئی روک نہین سکتا شرط کی نفی
کردی ہے۔ پھر یہ لکھا۔ (۲) فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد
سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے اور اوسکے بعد جو میعاد
خدا یتعالیٰ مقرر کرے اگر اس سے اوسکی موت تجاوز کرے تو مین جھوٹا ہون
اس قول مین مرزا صاحب اشتہار تکذیب دلوانے پر خدا کی طرف سے ایک
جدید میعاد مقرر کرنیکا وعدہ کرتے ہین اور اس جدید میعاد سے اسکی موت
کے تجاوز کرنے پر بھی اپنے کو جھوٹا قرار دیتے ہین۔ اسی دوسرے قول کے
بعد مرزا صاحب یہ بھی لکھتے ہین " اور ضروری ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے
تھمی رہے۔ جبتک وہ گھڑی آجائے کہ اسکو بیباک کردے " ادنیٰ اردو دان
بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ وعید کی موت کا اشارہ اس وعید کی موت کیطرف
ہے جو جدید میعاد مقرر کرنے پر موقوف ہے کیونکہ یہ عبارت مرزا صاحب کے
دوسرے قول کے تین ہی سطر بعد ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کا لفظ اسم اشارہ

مشار الیہ قریب کے لیے ہی ہرگز ہرگز یہ کا اشارہ قول اول کیطرف جو بعید ہے
نہین ہو سکتا۔ پھر مرزا صاحب یہ لکھتے ہین "
(۳) سو اگر جلدی کرنا ہی تو اٹھو اور اسکو بیباک اور مکذب بناؤ
اور تکذیب کا اشتہار دلواؤ اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو "
اب مطلع صاف ہی کہ جلدی فیصلہ کرانے کیلئے اشتہار تکذیب وغیرہ کی ضرورت
ہی اور جلدی نہین کرنیکی صورت مین اشتہار تکذیب وغیرہ کی کوئی ضرورت
نہین ہی بلکہ پہلے قول کے رو سے مرزا صاحب کی حیات کا انتظار کرنا ہوگا "
مولویصاحب اپنی کمال دیانت سے یا ذہانت سے اپنے رسالہ کے صا۴ مین
لکھتے ہین " اس حاشیہ مین پہلی عبارت جسکو ابو احمد رحمانی صاحب نے نقل کی
ہے اسکے بعد یہ عبارت ہی جسکا صاف مطلب یہی ہے کہ اگر آپکی زندگی مین وہ
تکذیب کا اشتہار دے اور بیباکی ظاہر کرے پھر اگر وہ حضرت مسیح موعود
کے سامنے نہ مرجائے تو البتہ حضرت (معاذ اللہ) جھوٹے ہونگے " مین
کہتا ہون کہ یہ فقط مولویصاحب کی زبان کی صفائی ہے۔ مرزا صاحب
کی عبارت کا صاف مطلب وہ ہونا جو مولویصاحب کہتے ہین سیاہ جھوٹ
ہے بلکہ صاف اور صحیح مطلب انکی عبارت کا وہی ہے جو مینے بیان کیا ہی
کیونکہ اشتہار تکذیب وغیرہ جلدی فیصلہ کرانیکے لیے ہی اسکو مرزا صاحب
کے اس قول کے ساتھ کوئی تعلق نہین ہے کہ نفس پیشنگوئی داماد احمد
بیگ کی تقدیر مبرم ہے اسکی انتظاری کرو۔
او رعلی لسبیل التنزل اگر ہم یہ مان لین کہ مرزا صاحب کی حیات مین داماد احمد

بیگ کی واقع ہونیکے لیے اُسکا بیباک ہونا اور اشتہار تکذیب دینا ضروری ہے جب بھی مرزا صاحب کاذب اور ہر ایک بد سے بدتر ہونے سے بچ نہیں سکتے ہیں اسلیے کہ مرزا صاحب کی عبارت میں اسکا بیباک ہونا اور تکذیب کرنا خود مرزا صاحب ہی کے کلام سے ثابت ہے مرزا صاحب انجام اتھم کے صفحہ ۲۲۴ مین لکھتے ہین۔

انی اراھم قد مالوا الی سیرھم الاولی وقد قست قلوبھم کماھی عادۃ النوکی ونسوا ایام الفزع وعادوا الی التکذیب والطغوی۔

ترجمہ مین دیکھتا ہون ان کو کہ اپنی پہلی عادتون کی طرف مائل ہوگئے ہین اور ان کے دل سخت ہوگئے ہین جیساکہ جاہلونکی عادت ہے اور خوف کے دنون کو بھول گئے اور پھر تکذیب اور سرکشی کیطرف عود کر گئے۔"

اس تکذیب اور سرکشی کی اسقدر شہرت ہوئی کہ مرزا صاحب کو اسکی خبر ہوگئی اور انہون نے اسکو یہانتک یقین کیا کہ اپنی کتاب مین لکھکر شائع بھی کردیا۔ اور اشتہار سے جو مقصود تھا حاصل ہوگیا۔ مگر مرزا صاحب نے نہ تو خدا سے جدید میعاد مقرر کرائی اور نہ داماد احمد بیگ انکی زندگی مین مرا۔ بلکہ خود مرزا صاحب بھی اسکے زندگی مین مر گئے۔

مولوی صاحب نے مرزا صاحب کی عبارت کا جو صاف مطلب بیان کیا ہے اسکے رو سے بھی مرزا صاحب نہایت ہی صفائی کیساتھ کاذب ثابت ہوگئے۔ فالحمد للہ علی ذلک

(۳۱) محمدی بیگم کا مرزا صاحب کے نکاح مین آنا - اسکے متعلق مرزا صاحب کے متعدد اور تاکیدی الہامات ہین منجملہ انکے ایک یہ ہے - کہ خدا تعالے اس لڑکی کو ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح مین لائیگا" ایک زمانہ دراز تک مرزا صاحب کو اس نکاح ہونیکا یقین رہا یہانتک کہ جب عدالت مین سوال کیا گیا کہ آپ کو امید ہے کہ نکاح ہوگا تو مرزا صاحب نے جواب دیا کہ امید کیسی مجھکو تو یقین کامل ہے کیونکہ خدا کا کلام ہے پھر جب مرزا صاحب کو مایوسی ہوئی تو مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی مین یہ لکھا کہ " اس نکاح کے ظہور کے لیے جو آسمان پہ پڑھایا گیا ہے ایک شرط بھی تھی جو اسیوقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ ہے کہ ایتھا المرءۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک - پس جب ان لوگون نے اس شرط کو پورا کردیا تو نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑگیا علامہ ممدوح نے اس جواب پر متعدد اعتراضات مختلف پہلوؤن سے کیے ہین منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ یہ جملہ باعتبار عربی الفاظ اور ترکیب کے شرط نہین ہوسکتا کیونکہ اسمین کوئی حرف شرط نہین ہے اور اگر اس جملہ کا شرط ہونا مان لین تو یہ شرط پوری نہین ہوئی کیونکہ اس جملہ مین خطاب احمد بیگ کی خوشدامن کو ہے اور اُسنے توبہ نہین کی اور اُسکے کسی دوسرے قرابتمند کے توبہ کرنے سے (اگر توبہ کرنا ثابت بھی ہوجائے) شرط پوری نہین ہوسکتی اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ شرط پوری ہوگئی تو مشروط یعنی نکاح کا ظہور ہونا چاہیے کیونکہ قاعدہ

یہ ہے کہ اذا وجد الشرط وجد المشروط - مرزا صاحب اسکا الٹا کہتے ہین کہ جب ان لوگون نے شرط پورا کردیا تو نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر مین پڑگیا - یعنی قاعدہ کے خلاف اذا وجد الشرط فات المشروط - صادق آیا - مولویصاحب نے اس علمی اعتراض کا کوئی جواب نہین دیا اور جو جواب دیا ہے سوال از آسمان جواب از ریسمان کا مصداق ہے مولویصاحب اپنے رسالہ کے صفحہ ۴۸ مین لکھتے ہین "
محمدی بیگم کا نکاح چونکہ اسکے شوہر کے مرنے پر موقوف تھا اور حضرت مسیح موعود کی وفات تک وہ شوخ اور بیباک اور مکذب نہوا اسلئے یہ نکاح مطابق پیشنگوئی کے فسخ ہوگیا "

ناظرین! ذرا انصاف کے ساتھ غور کیجئے کہ اعتراض کیا ہے اور جواب کیا دیا جاتا ہے - اعتراض تو یہ ہے کہ توبی توبی والاجملہ شرط نہین ہوسکتا ہے اور اگر شرط ہے تو یہ شرط پوری نہین ہوئی اور اگر پوری ہوئی تو نکاح کا ظہور ہونا چاہئے علمی قاعدہ سے اسکا جواب تو یہ تھا کہ عربی قاعدہ کے رو سے جملہ مذکورہ کا شرط ہونا ثابت کرتے پھر اس شرط کے پوری ہونے کو دکھلاتے پھر نکاح کا ظہور ظاہر کرتے - مگر افسوس ہے کہ مولویصاحب باوجود دعوی قابلیت کے اپنا علمی جوہر کچھ بھی نہین دکھا سکے - اور عوام کو فریب دینے کیلئے ایک مہمل جواب دیدیا جو از سرتاپا غلط ہے اسلئے کہ محمدی بیگم کا نکاح اسکے شوہر کے مرنے پر ہرگز ہرگز موقوف نہ تھا - اسلامی شریعت مین

طلاق اور خلع کی صورت بھی موجود ہے - اگر سلطان محمد احمد بیگ کی
موت کی وجہ سے پیشنگوئی سے ڈر جاتا اور اسکو اپنی جان کا خوف
ہوتا تو فطرتی تقاضا یہ تھا کہ وہ اپنی جان بچانے کیلئے اپنی بی بی کو
طلاق دیدیتا اور اسوقت وہ بلا تکلف مرزا صاحب کے نکاح مین
آسکتی تھی - یا اگر مرزا صاحب کی کچھ بھی عظمت محمدی بیگم یا اسکے
خاندان والون کے دل مین ہوتی تو وہ خلع کر لے کے مرزا صاحب کے
نکاح مین چلی آتی - جو حسب الہامات مرزا صاحب بہت کچھ اسکے
حق مین باعث برکت ہوتا - مگر کچھ بھی نہوا - اور یہ کہنا بھی محض جھوٹ
ہے کہ مسیح موعود کے وفات تک وہ شوخ اور بیباک اور مکذب نہوا -
اسلئے کہ مین خود مرزا صاحب ہی کے کلام سے ابھی ثابت کر آیا ہون
کہ اسنے مرزا صاحب کی حیات مین دوبارہ سرکسی اور تکذیب کی
اور مرزا صاحب کو اسکی خبر بھی ہوئی یہانتک کہ اُنہون نے اپنی
کتاب مین لکھکر شائع بھی کر دیا - پھر یہ کہنا کہ اسلئے یہ نکاح بھی مطابق
پیشنگوئی کے فسخ ہو گیا محض لغو اور بیہودہ بات ہے -

مرزا صاحب اس پیشنگوئی کو حضرت یونس علی نبینا و علیہ الصلوۃ
والسلام کی پیشنگوئی کے ہمشکل کہتے رہے اور انکے متبعین بھی
کہتے ہین - مولویصاحب نے بھی اسبات کے ثابت کرنے مین بڑی
جانکاہی سے کام لیا ہے مگر افسوس ہے کہ قرآن مجید کی کسی آیت سے
یا کسی مرفوع متصل صحیح حدیث سے یہ ثابت نہ کر سکے کہ حضرت یونس

نے تعیین مدت کے ساتھ وعدہ عذاب کیا تھا اور نہ یہ ثابت کرسکے کہ عذاب نہین آیا۔ اور جو روایتین پیش کی ہین کیسکی سند نہین بیان کی جس سے راویون کی تنقیح کیجائے۔ اور اقوال مفسرین معارضہ سے خالی نہین ہین اسلئے کہ اسی قسم کی دوسری روایات اور اقوال مفسرین سے ہم مفصلہ ذیل باتون کے ثابت کرنے کے لئے تیار ہین

(۱) حضرت یونس ع کا وعدہ عذاب تعیین مدت کے ساتھ نہ تھا۔

(۲) یہ وعدہ عذاب شروع ہی سے شرطی تھا۔

(۳) عذاب آہی گیا۔

(۴) عذاب آتے ہی حضرت یونس ع کی قوم نے خالص توبہ کی اور حضرت یونس ع پر ایمان لے آئی۔

(۵) اس خالص توبہ اور ایمان لانے کی وجہ سے خدا نے ان پر رحم فرما کر کشف عذاب کردیا۔

(۶) عذاب آنیکے بعد ایمان کا مقبول ہونا اور اوس عذاب سے بچ جانا حضرت یونس ہی کی قوم کے ساتھ مخصوص تھا۔ مرزا صاحب کی زیر بحث پیشنگوئی مین ان باتون مین سے کوئی بات نہین پائی گئی اسلئے یہ پیشنگوئی حضرت یونس کے قصہ کی ہمشکل نہین ہوسکتی ہے مرزا صاحب نے سلطان محمد کی موت کی میعاد پہلے ڈھائی برس مقرر کی وہ میعاد ختم ہوگئی تب اپنی حیات مین اسکی موت کے ہونیکو ضروری بتایا۔ اور بسر تقدیر نہین ہونے کے اپنے جھوٹے ہونیکا

اقرار کیا ہے - پھر جلد فیصلہ کرا نیکے لیے اشتہار تکذیب دلوانے پر اسکی موت کے لئے خدا کی طرف سے جدید میعاد مقرر کرانے کا وعدہ کیا اور اس جدید میعاد مین اسکے نہین مرنے پر بھی اپنے جھوٹے ہونیکا اقرار کیا - پھر اسکی تکذیب کا اقرار بھی کیا مگر نہ تو خدا کی طرف سے جدید میعاد مقرر کرائی - اور نہ انکی حیات مین اسکی موت آئی بلکہ خود اسکی حیات مین مر گئے اور وہ ہنوز زندہ موجود ہے -

اب مین مولویصاحب کو چیلنج دیتا ہون کہ وہ یہ ثابت کرین کہ حضرت یونس علیہ السلام نے پہلے معین میعاد مقرر کی تھی جسطرح مرزا صاحب نے کی وہ پوری نہوئی تو اپنی حیات کو میعاد ٹھہرایا - اور غلط ہونے پر اپنے جھوٹے ہونیکا اقرار کیا - پھر فیصلہ کا یہ طریق بتایا کہ قوم دوبارہ تکذیب کرے تو جدید میعاد مقرر کیجائیگی اور اس جدید میعاد مین عذاب نہین آنے پر بھی اپنے جھوٹے ہونیکا اقرار کیا ہے - پھر قوم کے دوبارہ تکذیب کا اقرار کیا مگر نہ جدید میعاد مقرر کی اور نہ انکی حیات مین قوم پر دوعذاب آیا - پھر خود انتقال کر گئے اور قوم عذاب سے محفوظ رہگئی - اگر اسطرح پر ثابت کردین تو مجھ سے مبلغ سو روپیہ انعام لین - ورنہ اس بات کا اقرار کرین کہ یہ پیشنگوئی حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ کے ہمشکل نہین ہے اور مرزا صاحب کا اسکو ہمشکل کہنا محض غلط اور باطل بلکہ محض فریب اور دجل ہے -

مولویصاحب نے لکھا ہے کہ فیصلہ آسمانی حصہ اول کے جواب مین علاوہ

ممدوح کے خطوط شائع کرینگے اور شہادت آسمانی کا بھی جواب لکھینگے
اول کی نسبت گزارش ہے کہ جس قسم کے خطوط مرزا صاحب کے
پیش کئے گئے ہین - اگر علامہ ممدوح کے اسی قسم کے خطوط آپکے
پاس ہین تو بلا تکلف شائع کرین ورنہ معمولی خطوط پر نکتہ چینی کرنے
سے حصہ اول کا جواب نہین ہوسکتا - اور دوم کی نسبت گزارش ہے
کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے اس مضمون کو پیش نظر
رکھکر شہادت آسمانی کا جواب لکھین -

مجدد صاحب فرماتے ہین

در حدیث آمدہ است کہ اصحاب کہف اعوان حضرت مہدیؑ
خواہند بود و حضرت عیسےٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام در زمان
وے نزول خواہند کرد و او موافقت خواہد کرد با حضرت عیسےٰ
علیٰ نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام در قتال دجال و در زمان ظہور
سلطنت او در چہاردہم شہر رمضان کسوف شمس خواہد شد
و در اول آن ماہ خسوف قمر بر خلاف عادت زمان بر خلاف
حساب منجمان - بنظر انصاف باید دید کہ این علامات در ان
شخص میت بودہ است یا نے ؟

مکتوب ۶۷ جلد ثانی صـ ۱۳۳

ترجمہ حدیث مین آیا ہے کہ اصحاب کہف حضرت مہدی کے مددگار
ہونگے اور حضرت عیسےٰ ان کے زمانہ مین نزول کرینگے اور وہ (مہدی)

دجال کی لڑائی مین حضرت عیسیٰ کی موافقت کرینگے اور اونکے (مہدی)
کی سلطنت کے ظہور کے زمانہ مین چودہوین شہر رمضان کو سورج
گرہن ہوگا۔ اور اسی مہینہ کی پہلی کو چاند گرہن ہوگا۔ زمانہ کی عادت
کے خلاف نجومیون کے حساب کے خلاف۔ انصاف کی نظر سے دیکھنا
چاہیے کہ یہ علامتین اس مردہ شخص مین پائی گئین ہین یا نہین
(جسنے مہدی ہونے کا دعوی کیا تھا)

مذکورہ بالا عبارت سے دو باتین ثابت ہوتی۔

(۱) حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام دو شخص ہین
اس سے مرزا صاحب کا یہ دعوی غلط ہوگیا کہ ہم ہی عیسیٰ بھی ہین
اور مہدی بھی۔

(۲) حضرت مہدی کے زمانہ مین نجومیون کے حساب کے
خلاف چاند گرہن پہلی رمضان کو ہوگا اور سورج گرہن چودہون
رمضان کو۔ اس سے مرزا صاحب کا یہ قول باطل ہوگیا کہ چاند
گرہن تیرہوین کو ہوگا اور سورجگرہن اٹھائیس تاریخ کو۔

دیکھنا ہے کہ مولویصاحب اور ان کے امام و مطاع خلیفہ جی نورالدین
مجدد صاحب کے اس قول کا کیا جواب دیتے ہین ؟

ھذا ما اوردنا ایرادہ فی ھذا المختصر و اخر دعوینا
ان الحمد للہ رب العلمین و الصلوۃ و السلام علی سید
المرسلین محمد و الہ و صحابہ اجمعین فقط

المشتہر

راجی فضل رب الثقلین ابوالخیر

سید محمد انور حسین

صانہ اللہ عنہ

موبقات الدارین

ساکن محلہ مہولی

شہر مونگیر

مورخہ پنجم جمادی الاول ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء